اسلامیات

کوڈنمبر ITHC-103　　سطح: میٹرک　　یونٹ نمبر 1-9

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اسلامیات

کریڈٹ آورز: 03

کوڈ 201-Part-I / ITHC-103

یونٹ نمبر 1-9

شعبہ فکر اسلامی تاریخ و ثقافت

کلیۂ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اسلامیات

کورس کوڈ 201-Part-I /ITHC-103

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

سالِ اشاعت.....................................2026ء

تعداد اشاعت................................... 5000/

نگران طباعت.................................ڈاکٹر سرمد اقبال

طابع...علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ناشر...علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس ٹیم

چیئرمین....................................	ڈاکٹر محمد سجاد چیئرمین شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت
تحریر..................................	پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی مس منزہ خانم ڈاکٹر حافظ محمد یونس حافظ عبد الغفار احمد
نظرثانی................................	پروفیسر ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی ڈاکٹر محمد رفیق
تدوین نو....................................	ڈاکٹر سید محمد ریحان الحسن گیلانی
کورس رابطہ کار....................................	ڈاکٹر سید محمد ریحان الحسن گیلانی
کمپوزنگ....................................	حدیقہ فاطمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

نمبر شمار	موضوع		صفحہ
۱	پیش لفظ		۰۶
۲	کورس کا تعارف		۰۷
۳	کورس کے مقاصد		۰۸
۴	یونٹ نمبر ا:	قرآن حکیم -I	۰۹
۵	یونٹ نمبر ۲:	قرآن حکیم-II	۲۷
۶	یونٹ نمبر ۳:	حدیث نبوی ﷺ-I	۵۱
۷	یونٹ نمبر ۴:	حدیث نبوی ﷺ-II	۶۷
۸	یونٹ نمبر ۵:	اسلامی عقائد	۸۱
۹	یونٹ نمبر ۶:	ارکان اسلام (نماز، روزہ)	۱۰۵
۱۰	یونٹ نمبر ۷:	ارکان اسلام (زکوۃ، حج)	۱۲۹
۱۱	یونٹ نمبر ۸:	سیرت طیبہ-I	۱۴۷
۱۲	یونٹ نمبر ۹:	سیرت طیبہ-II	۱۶۳

پیش لفظ

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔اس کی بنیاد مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے انداز پر رکھی گئی ہے۔اس ریاست کے خدوخال کی تشکیل،اس کی تعمیر وترقی کا انداز،اس کے مستقبل کے منصوبے تمام تر نظریاتی طور پر اسلام سے وابستہ ہیں۔دنیا میں اور بھی کئی ریاستیں ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے اور ان کا سرکاری مذہب اسلام ہے لیکن ان میں سے کسی ریاست کی بنیاد اس طرح نہیں پڑی جس طرح پاکستان معرض وجود میں آیا۔ برصغیر کو دین، تہذیب اور ثقافت کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کر کے بڑے پیمانے پر لوگوں نے ہجرت کی تاکہ مسلمان ایک آزاد ریاست میں اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

نظریات تعلیم وتبلیغ سے زندہ رہتے ہیں۔اگر کسی نظریئے کی تعلیم روک دی جائے،اس کی ترویج واشاعت پر پابندی عائد کردی جایئے تو کوئی بھی نظریہ خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اگلی نسل کی طرف منتقل نہ ہوگا اور خود بخود ختم ہو جائے گا۔ دو قومی نظریئے کو زندہ رکھنے کے لئے،اسلام کی تعلیم و تبلیغ کو آگے بڑھانے کے لیے،اگلی نسلوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے پاکستان میں اسلامیات کی تعلیم ہر مرحلے پر لازمی قرار دی گئی ہے تاکہ ہر فرد اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ ہو۔

اسلام میں کوئی مذہبی اجارہ داری نہیں ہے،اس میں کوئی ایسا طبقہ نہیں جس کی دین پر ایسی گرفت ہو کہ وہی اس کا مالک وشارح سمجھا جائے یہ علم و عمل کا دین ہے۔جو بھی محنت کر کے اس کا علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے وہی اس کا وارث ہے۔

نتائج کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ اگر ایک طالب علم کورس کی تمام کتابیں خرید کر رکھ لے لیکن ان کا مطالعہ نہ کرے،انہیں یاد نہ کرے،ان میں دئے گئے مشقی سوالات حل نہ کرے، عملی طور پر ان کی تیاری نہ کرے تو محض کتابوں کی موجودگی کامیابی تک نہیں پہنچا سکتی۔اسی طرح اسلام پوری دنیا میں مسلمانوں کو عزت، ترقی،کامیابی اور اقتدار دلانے کی ضمانت دیتا ہے مگر عمل کرنے سے،زبانی جمع خرچ کرنے سے نہیں۔

نوجوان نسل ہمارا مستقبل بھی ہے اور ہماری امیدوں کا مرکز بھی۔کون ہے جسے اپنے مستقبل کی فکر نہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں اسلام کا علم بلند کریں اور دنیا بھر میں قیادت کا فریضہ انجام دیں۔یہ تبھی ممکن ہے جب ہم سے ہمارا خدا راضی ہو اور ہم اس کے پیغام کو ساری دنیا میں عام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

میں جناب پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود صاحب،وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے لئے سراپا سپاس ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں ہر ممکن سہولت مہیا کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے نہ صرف یونیورسٹی کے طلباء وطالبات بلکہ عام قارئین کے لئے بھی مفید بنائے۔آمین

ڈاکٹر محمد سجاد
چیئرمین شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت

کورس کا تعارف

الحمدُ للهِ رَبِّ العَالمَين والصلاةُ وَالسَّلامُ على سَيِّدِ المُرسَلين وخَاتَمِ النَّبِيين وَرَحمَةِ اللهِ المُهدَاةِ لِلعَالمين محمدٍ وعلى آلِه وَأصحابِه وأتباعِه إلى يومِ الدِّينِ.

زیر نظر کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے میٹرک کی سطح کے طلباوطالبات کی ضرورتوں کے پیش نظر مرتب کیا ہے۔اس میں قرآن و حدیث کا مطالعہ بھی ہے اور عقائد وارکان اسلام کا تعارف بھی، حقوق و فرائض اور اخلاق و کردار پر بھی سیر حاصل گفتگو ہے۔ سیرت طیبہ کے حوالے سے معلومات بھی ہیں اور اسوۂ صحابیات سے سبق آموز واقعات بھی، اولاد کی تربیت کے طریقے بھی بیان کئے گئے ہیں اور خوشگوار عائلی زندگی کے راز بھی۔

اگرچہ یہ کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تدریسی تقاضوں کے مطابق فاصلاتی نظام تدریس کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس سے دوسرے طلباءاور عام قارئین بھی استفادہ کر سکیں گے۔

میں ان تمام خواتین و حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کورس کی تیاری میں کسی بھی مرحلے پر کسی بھی طرح کی مدد فرمائی۔

میری دعاہے کہ اللہ جل شانہ اس کورس کے مؤلفین کو جزائے خیر عطافرمائے اور شعبہ فکر اسلامی،تاریخ وثقافت کی ان کوششوں کواپنی بار گاہ میں قبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ ملک و ملت کی خدمت کی توفیق عطافرمائے۔

المنۃللہ ولرسولہ الکریم الرؤف

ڈاکٹر سید محمد ریحان الحسن گیلانی

لیکچرار شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت

20-03- 2025

کورس کے مقاصد

ہمیں امید ہے کہ اس کورس کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن کریم اور دیگر الہامی کتابوں پر ایمان کی ضرورت واہمیت کو دلائل سے بیان کر سکیں۔
- محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان کے نقلی وعقلی دلائل بیان کر سکیں۔
- عقیدۂ رسالت اور انبیاورسل علیہم السلام پر ایمان کی ضرورت واہمیت کو دلائل سے بیان کر سکیں۔
- مختلف عبادات ومعاملات سے متعلق قرآنی آیات کا بر موقع استعمال کر سکیں اور حوالہ دے سکیں اور اس کے ذریعے اپنے دوسرے ساتھیوں کی رہنمائی کر سکیں۔
- محبت رسول ﷺ کا مفہوم جان سکیں اور محبت رسول ﷺ کے حوالے سے اپنے آپ کو افراط وتفریط سے بچا سکیں۔
- اطاعت رسول ﷺ کے مفہوم کی وضاحت اور اس کے ضروری ہونے کے نقلی وعقلی دلائل بیان کر سکیں۔
- ختم نبوت کا مفہوم بیان کر سکیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق دلائل قرآن وسنت اور اجماعِ امت سے پیش کر سکیں۔
- قرآن وسنت سے رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم اور احادیث سے اس کے فضائل بیان کر سکیں۔
- معاشرتی عدل وانصاف، سچی گواہی اور امانتوں کی حفاظت کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں۔
- قرآن کریم کی آخری دس سورتیں ترجمے کے ساتھ یاد کر سکیں۔
- قرآن کریم کی مختلف بیس آیات کا ترجمہ اور تشریح بیان کر سکیں
- نبیٔ اکرم ﷺ کے ادب واحترام کے متعلق قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کر سکیں۔
- اہل بیت رسول ﷺ، امہات المؤمنین اور صحابۂ کرام کے ادب واحترام اور اس کے احکام جان سکیں۔

یونٹ نمبرا

قرآن حکیم ۔I

تحریر: منزہ خانم

فہرست

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
یونٹ کا تعارف	۱۲
یونٹ کے مقاصد	۱۳
۱ ۔قرآن کریم کا تعارف	۱۴
۱.۱۔ الکتاب	۱۴
۲.۱۔ دائمی اور عالمگیر قانون	۱۵
۳.۱۔ پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والا	۱۵
۴.۱۔ قرآن کی تعلیمات	۱۵
۵.۱۔ قرآن کی تعلیمات کے اثرات	۱۶
۲۔ نزول قرآن	۱۶
۱.۲۔ضرورت کے مطابق نزول	۱۷
۲.۲۔نزول کی کیفیت	۱۸
۳.۲۔مکی اور مدنی سورتیں	۱۸
۳۔ تلاوت قرآن	۱۹
۱.۳۔فضائل تلاوت	۱۹
۲.۳۔آداب تلاوت	۱۹
۳.۳۔پاک ہونا	۲۰
۴.۳۔ تعوذ	۲۰
۵.۳۔ترتیل	۲۰
۶.۳۔ تجوید	۲۰
۷.۳۔خوش الحانی	۲۰

٨.٣۔ گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت	٢١
٩.٣۔ دل لگا کر پڑھنا	٢١
١٠.٣۔ تین دن میں ختم کرنا	٢١
١١.٣۔ تلاوت کے دوران باتیں نہ کی جائیں	٢١
١٢.٣۔ قرآن پاک کا ادب کرنا	٢١
١٣.٣۔ قرآن پاک کو سمجھنا	٢٢
١٤.٣۔ قرآن حکیم پر عمل کرنا	٢٢
١٥.٣۔ خود آزمائی نمبر ا	٢٢
٤۔ جوابات	٢٥

یونٹ کا تعارف

مسلمانوں کے ہر گھر میں قرآن حکیم موجود ہوتا ہے اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ خود بھی روزانہ تلاوت کریں اور بچوں کو بھی قرآن حکیم کی تعلیم دی جائے۔

قرآن حکیم کی تعلیم کیوں ضروری ہے۔ اللہ تعالی نے جب انسان کو پیدا کیا تو اسے آنکھ، کان، زبان، دل اور دماغ عطا کیے جن کے ذریعے بہت سی چیزوں کے بارے میں وہ علم حاصل کرتا ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہم حواس کے ذریعے علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ہماری عقل بھی ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی مثلاً :

- یہ کائنات کیا ہے؟
- اس کی ابتداء اور انتہاء کیا ہے؟
- انسان کس لیے پیدا کیا گیا ہے؟
- مرنے کے بعد انسان کہاں جاتا ہے؟

اس طرح کے بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب اللہ تعالی نے ہمیں وحی کے ذریعے دیا ہے۔

وحی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جوں جوں دنیا ترقی کرتی گئی، اللہ کی ہدایات کا سلسلہ بھی آگے بڑھتا گیا۔ حتی کے رسول اللہ ﷺ پر پہنچ کر یہ سلسلہ مکمل ہو گیا اور اللہ کی آخری کتاب قرآنِ حکیم، رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی جو قیامت تک کے لیے انسانوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

قرآن حکیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اپنا عقیدہ اور اپنے تمام اعمال اس ہدایت کے مطابق کر لیں جو قرآن میں دی گئی ہے۔ اس ہدایت کو تبھی جان سکتے ہیں جب اس کا مطلب سمجھیں اور مطلب سمجھنے کے لیے کتاب کی تلاوت ضروری ہے۔ اس لیے قرآن کا پڑھنا باعث ثواب ہے، اسے سمجھنا برکت اور اس پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس یونٹ میں قرآن حکیم کا اجمالی تعارف جائیں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے بغور مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوں گے کہ آپ :

۱۔ قرآنِ حکیم کی تعلیمات، نزول کی کیفیات اور فضائل بیان کر سکیں۔

۲۔ مختلف عبادات و معاملات سے متعلق قرآنی آیات کا بر موقع استعمال کر سکیں اور حوالہ دے سکیں اور اس کے ذریعے اپنے دوسرے ساتھیوں کی رہنمائی کر سکیں۔

۳۔ قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کر سکیں۔

۴۔ یہ بیان کر سکیں کہ مکی اور مدنی سورتیں کون سی ہیں اور ان میں کس قسم کے معاملات بیان ہوئے ہیں۔

۵۔ معاشرتی عدل وانصاف، سچی گواہی اور امانتوں کی حفاظت کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں۔

۱۔ قرآن کریم کا تعارف

۱.۱۔ الکتاب

انسانوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اپنے منتخب بندوں پر وحی بھیجتا رہا ہے۔ یہ خاص بندے اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ جب کسی الہامی کتاب میں لوگ اس طرح گڑبڑ کر دیتے کہ اصل کتاب میں دوسری باتیں شامل ہو جاتیں یا اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی تبدیلی کرنا چاہتا تو نئی کتاب نازل کرتا جس سے ایک تو پہلی کتاب کی تعلیمات پھر سے تازہ ہو جاتیں اور جو تبدیلی کرنا ہوتی وہ بھی کر دی جاتی۔ اس سلسلے کی آخری کتاب قرآن حکیم ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب رسول کریم ﷺ پر تقریبا تئیس (۲۳) سال کے عرصے میں نازل ہوئی۔ اس کا نام اللہ تعالیٰ نے "الکتاب" خود رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ ﴿٢﴾

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں"۔ (البقرہ: ۲)

یہ ایک مکمل کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات ہمیشہ کے لیے محفوظ ہیں۔ تمام انسان اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کے بندے ہونے کی حیثیت سے ان تعلیمات کے ہمیشہ محتاج ہوں گے۔ قرآن کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

پہلی آسمانی کتابیں تو اپنی اصل صورت میں اس وقت دنیا میں موجود نہیں مگر قرآن مجید ایک نقطے اور شوشے کی تبدیلی کے بغیر ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٩﴾

"یقیناً ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔ (الحجر: ۹)

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اس کو جمع کرنا اور اس کو سکھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ ﴿١٧﴾

"یقیناً اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کو سکھانا ہمارا ذمہ ہے"۔ (القیمۃ: ۱۷)

۲.۱۔ دائمی اور عالم گیر قانون

قرآن حکیم اللہ کا دائمی اور عالم گیر قانون ہے۔ دائمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب قیامت تک یہی قانون چلے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور عالمگیر کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم، ملک، علاقے اور خطے کے لوگوں کے لیے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید ہمیشہ کے لیے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے خدائی قانون ہے۔ جس میں ردو بدل کی ضرورت نہیں۔ اس کے احکامات جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قابل عمل تھے اسی طرح آج بھی ہیں۔ اس کے برعکس انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قوموں، ملکوں اور زمانے کے حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

۳.۱۔ پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والا

قرآن حکیم پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔ پہلی کتابیں بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ ان میں بھی اللہ نے انھی عقائد کی تعلیم دی جو قرآن میں ہیں اور اسی طرح اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا تھا۔

قرآن مجید تمام الہامی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔ قرآن پر بہت زیادہ تحقیق ہو چکی ہے اور تاریخی لحاظ سے بھی اس کو خوب جانچا جا چکا ہے۔

۴.۱۔ قرآن کی تعلیمات

قرآن حکیم نے انسان کو اپنے ہی جیسے انسانوں، سورج، چاند، ستاروں، پتھروں کو پوجنے اور توہم پرستی سے ہٹا کر ایک خدا کا تصور دیا۔ بندے اور اس کے خالق کے درمیان محبت اور اطاعت کا رشتہ قائم کیا۔ انسانوں کی حکومت اور حاکمیت کے بجائے اللہ کی حاکمیت قائم کرنے اور ملکوں کا نظام باہم مشورے سے چلانے کی تعلیم دی۔ عدل و انصاف کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ سود کو ختم کر کے زکوۃ کو رائج کیا جس سے غریبوں اور حاجت مندوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حلال اور حرام کا فرق بتایا۔ حلال کو ضروری قرار دیا اور حرام سے بچنے کی تاکید کی۔ عورتوں کے حقوق مقرر کیے۔ میاں بیوی کے باہمی رشتے کے بارے میں واضح احکامات دیئے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور سب لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنے کا حکم دیا۔

۵.۱۔ قرآن کی تعلیمات کے اثرات

ظہور اسلام سے پہلے عرب کے عام لوگوں میں دنیا بھر کی خرابیاں موجود تھیں۔ وہ شرک اور کفر کرتے تھے، بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے، جوا کھیلتے، شراب پیتے اور اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہ قرآن کی تعلیمات کا اثر تھا کہ بعد میں وہی لوگ دنیا کے سب سے مہذب اور شائستہ افراد بن گئے، انسانیت کے ہمدرد اور خیر خواہ بن گئے۔ جن کے اپنے ہاں کوئی قانون نہیں تھا انھوں نے ساری دنیا کو قانون دیا۔ جو خود گمراہ تھے وہ ساری دنیا کے انسانوں کے رہنما بن گئے۔ جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے انھوں نے دنیا کو امن وامان کا گہوارہ بنا دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم نے بندوں کو اس قدر مہذب بنا دیا کہ انھیں فرشتوں سے بھی زیادہ بلند مقام پر پہنچا دیا۔ ایسی جامع تعلیمات کسی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔ مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایسے منصفانہ اصول مقرر کیے جن پر عمل کر کے دونوں جہان کی سعادتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ہماری فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ اللہ تعالی نے ''الکتاب''، یعنی قرآن مجید میں جو احکامات دیئے ہیں ان کی پابندی کریں۔

۲۔ نزول قرآن

قرآن پاک اللہ تعالی کا کلام ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن رمضان کے مہینے میں نازل ہونا شروع ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ

''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا''۔ (البقرہ: ۱۸۵)

اور اللہ تعالیٰ نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١

'' ہم نے اسے (قرآن کو) لیلۃ القدر میں اُتارا''۔ (القدر: ۱)

تیئیس سال تک قرآن تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا اور ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ اسے لکھواتے رہے، یاد کرواتے رہے۔ نمازوں میں تلاوت فرماتے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ نے وحی کے ذریعے اعلان کروا دیا کہ آج دین مکمل ہو گیا ہے۔ اب کسی نئی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ

ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور مارے لیے دین پسند کر لیا''۔(المائدہ:۳)

ایک مشہور عالم جاحظ کہتے ہیں:

''اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا نام ''قرآن'' ایسا نرالا اور بے مثال رکھا ہے کہ اس سے پہلے نہ تو عرب اپنے کلام کے مجموعوں کا یہ نام رکھتے تھے اور نہ کبھی دنیا میں کسی بھی کتاب کا یہ نام رکھا گیا''۔

(الاتقان۔از علامہ سیوطی،ص۵۱،ج۱)

۱.۲۔ضرورت کے مطابق نزول

آسمان دنیا سے رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، جیسا موقع ہوتا تھا اور جیسی ضرورت ہوتی تھی اللہ کے حکم سے اس کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوتا تھا۔ کبھی دو چار آیات، کبھی ایک ایک، دو دو رکوع اور کبھی پوری پوری سورتیں اللہ تعالی کی حکمت اور مصلحت کے مطابق نازل ہوتی رہیں۔

قرآن کریم میں ہے :

وَقُرْءَانًا فَرَقْنَٰهُ لِتَقْرَأَهُۥ عَلَى ٱلنَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَٰهُ تَنزِيلًا ﴿١٠٦﴾

''اور ہم نے قرآن کریم ٹکڑے ٹکڑے کرکے نازل کیا تاکہ آپ ﷺ اس کو لوگوں پر درجہ بدرجہ اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا اتارا ہے''۔(بنی اسرائیل:۱۰۶)

قرآن کریم کے مضمون کو مختلف اوقات میں ضرورت کے مطابق نازل کیا گیا۔اس طریقے سے قرآن کریم کو زبانی یاد کرنے میں بھی سہولت ہو گئی اور مشرکین و کفار کا جواب دینا آسان ہو گیا۔

کافروں نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ یہ قرآن مجید ایک ہی وقت میں پورا کیوں نہیں نازل کیا گیا۔اس کے جواب میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی :

كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾

''پس اس طرح طے ہوا کہ ہم تھوڑا تھوڑا کرکے اتاریں تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ ﷺ کے دل کو مضبوط رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کر اس کی تلاوت کریں''۔ (الفرقان:۳۲)

ٹکڑوں میں نازل ہونے سے قرآن کا زبانی یاد کرنا، خوش الحانی سے تلاوت کرنا اور اس کے مضامین پر غور کرنا بہت آسان ہو گیا اور سب سے مفید بات یہ ہے کہ جب کفار و مشرکین کوئی اعتراض کرتے تو قرآن اس کا جواب دیتا۔ رسول اللہ ﷺ پر بار بار وحی آتی تو آپ ﷺ کے دل کو حوصلہ ملتا کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ، مدد اور رہنمائی ہر وقت میرے ساتھ ہے، اس کی مدد آ رہی ہے اور میرا ہر کام اس کی نظر میں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کا اعتماد بڑھتا اور حوصلہ مضبوط ہوتا۔

۲.۲۔ نزول کی کیفیت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بندوں سے براہِ راست اور بے حجاب گفتگو نہیں کرتا۔ اس نے بندوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے کچھ طریقے رکھے ہیں۔ انھی میں سے ایک طریقہ وحی کا ہے جس کے ذریعے قرآن نازل ہوا اور وہ یوں کہ اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے۔ آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھتے اور جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے دل پر قرآن اتارتے۔

نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ

"اس کو روح امین یعنی امانت دار فرشتہ جبرئیل امین نے آپ ﷺ کے دل پر نازل کیا"۔

(الشعراء: ۱۹۳۔ ۱۹۴)

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ خود قرآن مجید میں اس کے متعلق ذکر ہے :

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ

"یہ واضح عربی زبان میں ہے"۔ (الشعراء: ۱۹۵)

یہ اتنی بلند پایہ کتاب ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی کتاب بلکہ ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت لانے سے بھی دنیا عاجز رہی۔ قرآن مجید کا یہ چیلنج آج تک موجود ہے کہ اگر تمھیں قرآن کے اللہ کے کلام ہونے میں کوئی شک ہے تو اس کی کسی چھوٹی سی سورت جیسی سورت ہی بنا لاؤ۔ قرآن مجید کے نزول کی ابتدا غارِ حرا میں ہوئی اور آخری وحی حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل ہوئی۔

۳.۲۔ مکی اور مدنی سورتیں

قرآن مجید کی بعض سورتیں مکی ہیں اور بعض مدنی۔ مکی سورتوں کی تعداد ۸۷ ہے اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۷

ہے۔ مکی سورتیں مختصر ہیں لیکن ان میں روانی، بلاغت اور دبدبہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی آیات میں نہایت عمدہ انداز میں مطالب بیان کیے گئے ہیں اور پوری انسانیت کو خطاب کیا گیا ہے۔ عقیدے کی درستی اور اعمال کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ پہلے انبیا اور پہلی امتوں کے واقعات اور قصے بھی مکی سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

مدنی سورتیں لمبی ہیں، ان میں مضامین کو بڑے آسان اور واضح انداز میں بیان ہوئے ہیں اور مطالب کو سلیس انداز میں، ٹھوس دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ ان سورتوں میں عبادات، باہمی معاملات، اخلاق، تہذیب و تمدن اور حکومت کے مسائل نہایت مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ تلاوتِ قرآن

۱.۳۔ فضائلِ تلاوت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس میں نصیحت کا پیغام ہے، ظاہری اور باطنی بیماریوں اور عیبوں کے لیے شفا ہے۔ بنی نوعِ انسان کی عافیت کا سامان ہے۔ ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

(الف) ''جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے وہ قبر کی طرح ہے اور جس گھر میں تلاوت کی جائے وہ آباد گھر ہے''۔

(ب) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

'' جس سینے میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے، ویران گھر کی طرح ہے اور دلوں کو زنگ لگ جائے تو قرآن پاک کی تلاوت اس کو صاف کر دیتی ہے''۔

(ج) ''اپنے گھروں کو نماز اور تلاوتِ قرآن سے روشن رکھو''۔

(د) "جو آدمی قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی''۔

اس لیے سب سے بہتر عبادت تلاوت قرآن کریم ہے۔

۲.۳۔ آداب تلاوت

قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے آداب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔

۳.۳۔ پاک ہونا

قرآن کریم کو وہی ہاتھ لگائیں جو پاک ہیں۔اللہ تعالی کاارشاد ہے :

لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ

''اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں''۔ (الواقعہ:۷۹)

وضو کے بغیر قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگاناچاہیے۔وضو کر کے تلاوت کرے۔زبانی پڑھناہو تو وضو کے بغیر بھی پڑھ سکتاہے۔بیٹھنے کی جگہ بھی پاک ہونی چاہیے۔تلاوت سے پہلے مسواک/برش کرلیناسنت ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

''تمھارے منہ قرآن مجید کے راستے ہیں۔تم ان راستوں کو مسواک کر کے پاک صاف کر لیا کرو''۔

۳.۴۔ تعوذ

تلاوت سے پہلے اعوذ باللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ پڑھناچاہیے اللہ تعالی کاارشاد ہے:

فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ

''اور جب تو قرآن پڑھے تو اللہ کے ساتھ پناہ مانگ شیطان سے جو راندہ ہوا ہے''۔ (النحل:۹۸)

۳.۵۔ ترتیل

قرآن مجید کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھا جائے۔ارشاد ربانی ہے :

وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا

''اور قرآن کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھو''۔ (المزمل:۴)

۳.۶۔ تجوید

قرآن مجید کو واضح اور صاف پڑھا جائے۔رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کا ایک ایک لفظ واضح اور جدا ہوتا تھا۔(ترمذی)

۳.۷۔ خوش الحانی

قرآن مجید کو محبت اور شوق سے اچھے لہجے میں پڑھناچاہیے۔لہجہ میں شیرینی ہو اور پورے الفاظ ادا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو''۔(مشکوۃ)

۸.۳۔ گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کو اہل عرب کے لہجے اور انداز میں پڑھا کرو۔ اہل کتاب اور فاسقوں کے انداز و اطوار میں پڑھنے سے گریز کرو۔ میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن کو مغنیوں، راھبوں اور نوحہ گروں کی طرح پڑھیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا۔ ان کے دل فتنہ بھرے ہوں گے۔ جو انھیں پسند کریں گے وہ بھی فتنہ گر ہوں گے۔(المعجم الاوسط ۷/۱۸۳)

۹.۳۔ دل لگا کر پڑھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے۔ جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہو''۔(بخاری) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ

''قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو''۔(المزمل۔۲۰)

۱۰.۳۔ تین دن میں ختم کرنا

تین دن رات سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کو حضور اکرم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو تین دن رات سے کم میں قرآن کو ختم کرلے اس نے قرآن کو نہیں سمجھا''۔(ترمذی)

۱۱.۳۔ تلاوت کے دوران باتیں نہ کی جائیں

بعض لوگ تلاوت کرتے کرتے باتیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ قرآن پاک کے آداب کے خلاف ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے۔ باتیں کرنا اللہ کے کلام کی ناقدری ہے۔

۱۲.۳۔ قرآن پاک کا ادب کرنا

قرآن پاک کی طرف پیٹھ یا پاؤں نہ ہو۔ نہ ہی اس سے اونچا بیٹھیں۔ دلی طور پر ادب کرنے کے ساتھ ساتھ

ظاہری آداب بھی مد نظر رکھے جائیں۔

۳.۱۳۔ قرآن پاک کو سمجھنا

قرآن دراصل بندوں کی طرف اللہ کی کتاب ہے۔ کتاب کو پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے اس لیے قرآن پاک کو سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا خطاب کر رہا ہے۔

اگر آپ کے پاس کسی ایسی زبان میں کوئی خط یا تار آجائے جو آپ نہ سمجھتے ہوں تو آپ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ اس خط یا تار کا مضمون کسی جاننے والے سے پڑھوا کر سمجھ نہ لیں۔ اسی طرح قرآن اللہ کا ہمارے نام خط ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم وہ زبان سیکھیں جس میں یہ خط ہے تاکہ ہم از خود سمجھ سکیں۔ کم از کم قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنا اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہمارے لیے کیا ہدایات اور نشانیاں ہیں۔

۳.۱۴۔ قرآن حکیم پر عمل کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم انسانوں کی ہدایت کے لیے اتارا ہے۔ ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے تو تمھیں دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی کامیاب رہو گے۔

اگر آپ کبھی بیمار ہوں تو ڈاکٹر سے نسخہ لیتے ہیں۔ اس نسخے کے مطابق آپ دوائی استعمال کریں گے تو صحت یاب ہو جائیں گے۔ اگر آپ اسے زبانی یاد کر لیں یا گھول کر پی جائیں تو آپ کو بیماری سے افاقہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح قرآن باطنی بیماریوں سے صحت دینے کے لیے نازل ہوا ہے تو اس سے صحت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس لیے اسے پڑھنا زبانی یاد کرنا باعث برکت اور ثواب ہے۔ جس مقصد کے لیے قرآن اتارا گیا وہ تبھی حاصل ہو گا جب اس پر عمل کیا جائے۔

۳.۱۵۔ خود آزمائی نمبر ۱

سوال نمبر ۱ صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) رسول کریم ﷺ پر قرآن مجید تقریباً.................................... میں نازل ہوا۔

(الف) ۲۳ سال (ب) ۲۲ سال اور کچھ ماہ

(ii) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات ہمیشہ کے لیے.................................. ہیں۔

(الف)اکٹھی (ب) تحریر (ج) محفوظ

(iii)..................................اللہ تعالیٰ کا دائمی اور عالم گیر قانون ہے۔

(الف) مجموعہ احادیث (ب)قرآن حکیم

(iv) انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قوموں، ملکوں اور زمانے کے ....کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

(الف)رواجون (ب)حالات (ج)ضروریات

(v) مکی سورتوں کی تعداد ہے؟

(الف)۸۷ (ب)۸۲ (ج)۸۰

سوال نمبر ۲ (i) قرآن مجید کی حفاظت سے متعلق آیت تحریر کریں۔

(ii) اردو ترجمہ کریں۔ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

(iii) ترجمہ پڑھ کر عربی آیت بتائیں۔

ترجمہ ''یقیناً اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کو سکھانا ہمارا ذمہ ہے''۔

(iv) سابقہ کتب میں بھی اللہ تعالیٰ نے وہی عقیدے رکھنے کی تعلیم دی جو.................................. میں ہیں۔

(v) قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات میں سے کوئی سی تین تعلیمات تحریر کریں۔

(الف)..

(ب)..

(ج)..

(vi) وحشی بدو شرک اور.................................. کرتے تھے۔

(vii) قرآن پاک زبانی پڑھنا ہو تو بغیر.................................. بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(vii) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جس سینے میں قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ ....طرح ہے۔

سوال نمبر ۳ مختصر جوابات دیں۔

(i) کون سی کتاب پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق اور تائید کرتی ہے ؟

(ii) قرآن مجید کون سی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے ؟

(ii) ہماری فلاح و کامیابی کس بات میں پوشیدہ ہے ؟

(iv) قرآن حکیم رمضان کی کسی رات میں نازل ہوا؟

(v) حجتہ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کیا اعلان کیا؟

(vi) قرآن حکیم کس طرح نازل ہوتا رہا؟

(vii) پہلی کتابیں کس طرح نازل کی گئی تھیں ؟

(viii) کفار کے اعتراض "قرآن حکیم ایک ہی بار کیوں نازل نہ ہوا'' کا جواب کس طرح دیا گیا؟

(ix) رسول اللہ ﷺ پر بار بار وحی کا کیا اثر ہوتا تھا؟

(x) قرآن مجید کے عربی زبان میں ہونے کا ذکر خود قرآن مجید نے کس طرح کیا؟

سوال نمبر ۴ مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) قرآن مجید کے نزول کی ابتدا کہاں سے ہوئی ؟

(ii) آخری وحی کہاں نازل ہوئی ؟

(iii) مکی سورتوں میں کس کو خطاب کیا گیا ہے ؟

(iv) مدنی سورتوں میں کن معاملات کو بیان کیا گیا ہے ؟

(v) قرآن پاک کے ایک حرف پڑھنے کا ثواب کتنا ہے ؟

(vi) تلاوت سے پہلے کیا پڑھنا چاہیے ؟

(vii) قرآن مجید کو کس طرح پڑھنا چاہیے ؟

(vii) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟

(ix) قرآن مجید کتنی دیر پڑھنا چاہیے ؟

(x) قرآن مجید کم از کم کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے ؟

۴۔جوابات

خود آزمائی

سوال نمبر ۱ صحیح جوابات کا انتخاب کریں:

i. ۲۳سال   ii. محفوظ   iii. قرآن حکیم

iv. حالات   v. ۸۷   vi. ۲۵

سوال نمبر ۲

i. إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ [الحجر:۹]

ii. اردو ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

iii. عربی آیت: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ [القیامۃ:۱۷]

iv. قرآن حکیم

v. (الف) عورتوں کے حقوق مقرر کیے۔

(ب) والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔

(ج) حلال روزی کو ضروری قرار دیا۔

vi. کفر   vii. وضو   viii. اجڑے گھر

سوال نمبر ۳ مختصر جوابات

۱۔ قرآن حکیم

۲۔ تمام الہامی کتابوں

۳۔ جو قوانین قرآن حکیم میں ہیں ان کی پابندی کرتے ہیں۔

۴۔ لیلۃ القدر

۵۔ آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام پسند کر لیا۔

۶۔ موقع اور ضروریات کے مطابق کبھی دو چار آیات کبھی ایک دو رکوع اور کبھی پوری پوری سورت۔

۷۔ ایک ہی وقت میں۔

۸۔ ترجمہ: بس اس طرح طے ہوا کہ ہم تھوڑا تھوڑا کر کے اتاریں/نازل کریں تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ ﷺ کے دل کو مضبوط رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کر اس کی تلاوت کریں۔

۹۔ آپ ﷺ کے دل کو حوصلہ ملتا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد میرے ساتھ ہے اور میرا ہر کام اس کی نظر میں ہے۔اس طرح آپ ﷺ کے اعتماد اور حوصلے میں اضافہ ہوتا۔

۱۰۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ [الشعراء:۱۹۵]

سوال نمبر ۴ مختصر جوابات

۱۔ ابتداء غار حراء میں

۲۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر

۳۔ پوری انسانیت کو

۴۔ عبادات، معاملات، اخلاق، تہذیب و تمدن اور حکومتوں کے بڑے بڑے مسائل۔

۵۔ دس نیکیاں۔

۶۔ تعوذ

۷۔ آہستہ آہستہ ترتیل سے۔

۸۔ تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔(مشکوٰۃ)

۹۔ جب تک دل لگا رہے۔

۱۰۔ کم از کم تین دن رات۔

یونٹ نمبر ۲

قرآن حکیم۔II

تحریر: منزہ خانم

فہرست

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
یونٹ کا تعارف	۳۰
یونٹ کے مقاصد	۳۰
ا۔قرآن حکیم کی آخری دس سورتیں	۳۱
سورۂ فیل	۳۱
سورۂ قریش	۳۱
سورۂ ماعون	۳۲
سورۂ کوثر	۳۲
سورۂ کافرون	۳۳
سورۂ نصر	۳۳
سورۂ لھب	۳۴
سورۂ اخلاص	۳۴
سورۂ فلق	۳۵
سورۂ ناس	۳۵
خود آزمائی نمبر ا	۳۶
۲۔ بیس قرآنی آیات	۳۷
آیت نمبر ا	۳۷
آیت نمبر ۲	۳۸
آیت نمبر ۳	۳۸
آیت نمبر ۴	۳۸
آیت نمبر ۵	۳۸

آیت نمبر٦	۳۹
آیت نمبر۷	۳۹
آیت نمبر۸	۴۰
آیت نمبر۹	۴۱
آیت نمبر۱۰	۴۱
آیت نمبر۱۱	۴۲
آیت نمبر۱۲	۴۲
آیت نمبر۱۳	۴۲
آیت نمبر۱۴	۴۳
آیت نمبر۱۵	۴۳
آیت نمبر۱٦	۴۴
آیت نمبر۱۷	۴۴
آیت نمبر۱۸	۴۵
آیت نمبر۱۹	۴۵
آیت نمبر۲۰	۴٦
خود آزمائی نمبر ۲	۴۷
جوابات	۴۸

یونٹ کا تعارف

مسلمانوں کے ہر گھر میں قرآن حکیم موجود ہوتا ہے اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ خود بھی روزانہ تلاوت کریں اور بچوں کو بھی قرآن حکیم کی تعلیم دیں۔

قرآن حکیم کی تعلیم کیوں ضروری ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اسے آنکھ، کان، زبان، دل اور دماغ عطا کیے جن کے ذریعے وہ بہت سی چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہم حواس کے ذریعے سے علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ہماری عقل بھی ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی مثلاً:

- یہ کائنات کیا ہے؟
- اس کی ابتدا اور انتہا کیا ہے؟
- انسان کس لئے پیدا کیا گیا ہے؟
- انسان مر کر کہاں جاتا ہے؟

اس طرح کے بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وحی کے ذریعے بتایا۔

وحی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر پہنچ کر مکمل ہو گیا جن پر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم نازل ہوئی جو قیامت تک کے لئے انسانوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

اس یونٹ میں آپ قرآن حکیم کی آخری دس سورتوں اور بیس اہم ترین مختلف آیات کا ترجمہ و تشریح کریں گے۔ امید ہے کہ یہ آپ کے علم و عمل میں ترقی کا سبب اور باعث خیر و برکت ہوگا۔ آپ توجہ اور انہماک سے اس کا مطالعہ کریں۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے بغور مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱۔ مختلف عبادات و معاملات سے متعلق قرآنی آیات کا برموقع استعمال کر سکیں اور حوالہ دے سکیں اور اس کے ذریعے اپنے دوسرے ساتھیوں کی رہنمائی کر سکیں۔

۲۔ قرآن کریم کی آخری دس سورتیں ترجمے کے ساتھ یاد کر سکیں۔

۳۔ قرآن کریم کی مختلف بیس آیات کا ترجمہ اور تشریح بیان کر سکیں۔

۴۔ معاشرتی عدل و انصاف، سچی گواہی اور امانتوں کی حفاظت کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں۔

ا۔ قرآن حکیم کی آخری دس سورتیں

عزیز طلبہ ! یونٹ کے اس حصے میں تیسویں پارے کی آخری دس سورتیں شامل ہیں۔ ہم نے ان سورتوں کا ترجمہ بھی ساتھ دے دیا ہے تاکہ آپ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں مع ترجمہ یاد کر لیں۔ عام طور پر نماز میں آخری پارے کی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ آپ کو ان کا ترجمہ بھی معلوم ہو تو آپ جب بھی انھیں نماز میں پڑھیں گے یا امام سے نماز کے دوران سنیں گے تو آپ کو نہ صرف قرات کا مطلب سمجھ آرہا ہو گا بلکہ نماز کا لطف بھی حاصل ہو گا اور آپ کی توجہ ادھر ادھر جانے کی بجائے نماز کی تلاوت پر ہی مرکوز رہے گی۔

قرآن حکیم کی آخری دس سورتیں

سورۂ فیل، ۱۰۵

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَٰبِ ٱلْفِيلِ ۝١ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِى تَضْلِيلٍ ۝٢ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝٣ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝٥

سورۂ فیل مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا (۱) کیا ان کا داؤ غلط نہیں کیا؟ (۲) اور ان پر غول کے غول جانور بھیجے (۳) جو ان پر کنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے (۴) تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس (۵)"۔

سورۂ قریش۔ ۱۰٦

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

لِإِيلَٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ إِۦلَٰفِهِمْ رِحْلَةَ ٱلشِّتَآءِ وَٱلصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا

ٱلْبَيْتِ ۝٣ ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

سورۂ قریش مکی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''قریش کے مانوس کرنے کے سبب (۱) (یعنی) ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب (۲) لوگوں کو چاہیے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی عبادت کریں (۳) جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا (۴)''۔

سورۂ ماعون۔۱۰۷

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ۝١ فَذَٰلِكَ ٱلَّذِى يَدُعُّ ٱلْيَتِيمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلْمِسْكِينِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥ ٱلَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ۝٦ وَيَمْنَعُونَ ٱلْمَاعُونَ ۝٧

سورۂ ماعون مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے (۱) یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لیے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا (۳) تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے (۴) جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں (۵) جو ریاکاری کرتے ہیں (۶) اور برتنے کی چیزیں عاریتاً نہیں دیتے (۷)''۔

سورۂ کوثر۔۱۰۸

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ۝٣

سورۂ کوثر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"(اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے (۱) تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی (۲) کچھ شک نہیں کہ تمھارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا (۳)"۔

سورۂ کافرون۔۱۰۹

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿١﴾ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴿٦﴾

سورۂ کافرون مکی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"(اے پیغمبر ہو یہ ان منکرین اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! (۱) جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا (۲) اور جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے (۳) اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں (۴) اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں (۵) تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر (۶)"۔

سورۂ نصر۔۱۱۰

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ﴿٣﴾

سورۂ نصر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہو گئی) (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے (۲) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے (۳)''۔

سورۂ لھب۔ ۱۱۱

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۞ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ۞ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۞ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ۞ فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۞

سورۂ لہب مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو (۱) نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا (۲) وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا (۳) اور اس کی جورو (بیوی) بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے (۴) اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی (۵)''۔

سورۂ اخلاص۔ ۱۱۲

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۞ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۞ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۞

سورۂ اخلاص مکی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے (۱) (وہ) معبود بر حق بے نیاز ہے (۲) نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا (۳) اور کوئی اس کا ہمسر نہیں (۴)"۔

سورۂ فلق۔ ۱۱۳

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ۝١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ۝٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥

سورۂ فلق مدنی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

ترجمہ :

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں (۱) ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی (۲) اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے (۳) اور گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کی برائی سے (۴) اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے (۵)"۔

سورۂ ناس۔ ۱۱۴

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ۝١ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ ٱلْوَسْوَاسِ ٱلْخَنَّاسِ ۝٤ ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ۝٥ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ۝٦

سورۂ ناس مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں۔

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۱) (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی (۲) لوگوں کے معبود بر حق کی (۳) (شیطان) وسوسہ انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (۵) (خواہ وہ جنات سے (ہو) یا انسانوں میں سے (٦)"۔

۱.۱۔ خودآزمائی نمبر ۱

سوال نمبر ۱: درج ذیل آیات مکمل تحریر کریں۔

(i) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ.................................... أَبَابِيلَ

(ii) فَجَعَلَهُمْ .... مَّأْكُول

(iii) فَلْيَعْبُدُوا.................................... هَٰذَا ٱلْبَيْتِ

(iv) وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ ....ٱلْمِسْكِينِ

(v) إِنَّ شَانِئَكَ ....ٱلْأَبْتَرُ

(vi) وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا ....

(vii) إِنَّهُ.................................... تَوَّابًا

(viii) فِي جِيدِهَا ....مِّن مَّسَدِ

(ix) مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ ....وَمَا كَسَبَ

(x) مِن شَرِّ مَا ....

سوال نمبر ۲: کوئی دو سورتیں زبانی یاد کر کے اعراب کے ساتھ خوش خط تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳: اردو ترجمہ مکمل کریں۔

(i) اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب ....۔

(ii) جو لوگوں کے دلوں میں.................................... ڈالتا ہے۔

(iii) اور گنڈوں پر.................................... کی برائی سے۔

(iv) نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا.................................... ۔

(v) ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ .... ۔

(vi) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ ....کرو۔

(vii) تم اپنے دین پر میں اپنے .... پر۔

(viii) ہم نے تم کو.................................... عطا فرمائی ہے۔

(ix) اور برتنے کی چیزیں.................................... نہیں دیتے۔

(x) جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے ....۔

سوال نمبر ۴ مختصر جوابات تحریر کریں۔

(i) سورۂ فیل کون سی سورت ہے (مکی یا مدنی) اور اس میں کتنی آیات ہیں؟

(ii) سورۂ ماعون میں کسی قسم کے لوگوں کا ذکر ہے؟

(iii) سورۂ کوثر میں کس بات کی تاکید کی گئی ہے؟

(iv) سورۂ نصر کون سی سورت ہے؟

(v) سورۂ ناس کون سی سورت ہے اور اس میں کتنی آیات ہیں؟

(vi) قرآن حکیم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا؟

۲۔ بیس قرآنی آیات

یوں تو قرآن حکیم سراپا ہدایت ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ انسانوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے نازل ہوا ہے۔ قرآن میں عقائد کے بارے میں واضح ہدایات ہیں اور عبادات سے متعلق احکامات بھی موجود ہیں۔ انسانوں کے لیے انفرادی معاملات میں بھی رہنمائی ہے اور اجتماعی امور میں بھی۔

ہم نے چند آیات منتخب کی ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق معاملات سے ہے۔ عام طور پر باہمی تعلقات اور معاملات میں لاپرواہی برتی جاتی ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ آپس کے معاملات قرآن حکیم کی ہدایات کی روشنی میں نبھائیں تاکہ باہمی محبت، اعتماد اور امن و سکون کی فضا پیدا ہو جائے۔

بیس قرآنی آیات

(۱) وَٱعْتَصِمُوا بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟

ترجمہ: ''اور تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو''۔ (آل عمران: ۱۰۳)

تشریح: تم سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو (یعنی سمجھو اور عمل کرو) قرآن ہی خدا کی رسی ہے۔ قرآن ہی ہمیں دین اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر پوری طرح پابندی سے عمل کرو اور آپس میں محبت و اتفاق سے رہو۔ قرآن کو تھامنے سے مسلمان قوم ایک مضبوط اور باوقار قوم کی صورت میں سامنے آئے گی اور تا ابد قائم رہے گی۔

(۲)　وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

ترجمہ: ''اور لوگوں سے نیک بات کیا کرو''۔(البقرہ:۸۳)

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کو حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے کہ لوگوں سے خوش کلامی اور محبت سے پیش آیا کرو۔ اس سے دلوں میں الفت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے میں باہم محبت واتفاق کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

(۳)　وَتَعَاوَنُوا عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَانِ

ترجمہ: ''اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو''۔ (المائدہ:۲)

تشریح: نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔اس سے معاشرے کے سبھی افراد میں نیک عمل کرنے اور خوف خدا کا جذبہ پیدا ہو گا۔ اگر کوئی ناجائز کام یعنی برائی کا کام کرے تو اس کو روکیں۔اس طرح معاشرے سے برائیاں ختم ہو جائیں گی۔اگر کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکیں تو یہ بھی گناہ ہے۔ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر نہ روکنا ظلم میں ساتھ دینے کے برابر ہے۔

(۴)　إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔(الحجرات:۱۳)

تشریح: ہمارے معاشرے میں آج کل بڑے بڑے مکانوں اور عالیشان بنگلوں میں رہنے والوں کو بڑی عزت وقدر کی جاتی ہے۔ بڑے عہدے دار اور بااثر لوگوں کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔لوگ ان سے ملنا جلنا اور ان کے قریب رہنا پسند کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتادیا کہ میرے نزدیک حقیقتاً عزت والا وہ شخص ہے جو متقی اور پرہیز گار ہے۔جو برائیوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کو اپناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور خوف کو اپنے دل میں رکھتا ہے۔

ہمارے آخری نبی محمد ﷺ نے بھی فرمایا کہ تم سب آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد میں سے ہو اور وہ مٹی سے بنائے گئے تھے۔تم میں عربی ہو یا عجمی، کالا ہو یا گورا کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے۔تم میں سب سے افضل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور پرہیز گار ہے۔

(۵)　إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: "بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اور شیطانی اعمال ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔ (المائدہ:۵:۹۰)

تشریح: اس آیت مبارکہ میں چار اعمال کو ناپاک اور شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واضح کر دیا ہے کہ شراب حرام ہے۔ کیونکہ اس کے نشے سے لوگ آپس میں بھڑتے اور ناشائستہ حرکات کرتے ہیں۔ جوا بازی بھی ایسی ہی نقصان دہ عادت ہے۔ جوا باز آہستہ آہستہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ بت تو شرک کی علامت ہیں۔ اللہ کو واحد اور یکتا مان لینے کے بعد بتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ اسی طرح پانسہ بازی سے بھی آپس میں لڑائی جھگڑا اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ وقت الگ ضائع ہوتا ہے۔ ان تمام بری چیزوں سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

(۶) وَلَا تَكْتُمُوا ٱلشَّهَٰدَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُۥٓ ءَاثِمٌ قَلْبُهُۥ

ترجمہ: "اور تم گواہی کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گناہگار ہوگا"۔ (البقرہ۲ :۲۸۳)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ گواہی کو ہر گز نہ چھپائیں کیونکہ اہم معاملات اور جھگڑے کی صورت میں گواہی سے فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر گواہی سچی ہو تو حق دار کو اس کا حق مل جاتا ہے اور اگر گواہی جھوٹی ہو تو حق دار کا حق ضائع ہو جاتا ہے جب کہ گواہی نہ دینے سے معاملہ طول پکڑ جاتا ہے چنانچہ ضروری ہے کہ صحیح گواہی ضرور دی جائے۔ گواہی چھپانے والے کے دل کو گنہگار قرار دیا گیا ہے اور ایسے شخص کا دل کبھی مطمئن نہ ہوگا۔

(۷) لَّيْسَ ٱلْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلْكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى ٱلْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينَ وَٱبْنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَٰهَدُوا ۖ وَٱلصَّٰبِرِينَ فِى ٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلْبَأْسِ ۗ أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ

ترجمہ: "نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور فرشتوں پر اور (پچھلی) کتابوں پر اور (سابقہ) نبیوں پر اور جس نے مال اللہ تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے کے لیے دیا۔ اور جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور وہ اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد کر لیں۔ اور وہ جو تنگی اور تکلیف میں اور جنگ کی حالت میں صبر کرنے والے ہیں"۔ (البقرۃ:۱۷۷)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیک وقت مسلمانوں کی توجہ ایمانی جزئیات، ارکانِ اسلام اور فضائل اخلاق کی طرف دلائی ہے۔ صرف یہ کہنا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کافی نہیں ہے۔ خلوص دل سے ایمان لانا اور عمل کرنا بھی ضروری ہے، یعنی عقائد اور اعمال دونوں کا درست ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر دل سے ایمان لائیں۔ جب عہد کریں تو اسے پورا کریں۔ ہر پریشانی، بیماری اور جنگ کی حالت میں صبر و تحمل سے کام لیں۔ اپنا مال جس سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے اسے غریبوں اور مسکینوں، مسافروں مانگنے والوں اور گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کریں یعنی اخلاص کے ساتھ نفس اور مال دونوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا جائے۔

(۸) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا كُونُوا قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا ٱلْهَوَىٰٓ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُۥٓا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

ترجمہ: "اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمھارا یا تمھارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ تعالیٰ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے۔ پس تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم گول مول بات کرو گے تو سچائی سے بچو گے (تو جان لو کہ) بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمھارے سب کاموں سے واقف ہے۔ (النساء:۱۳۵)

تشریح: اس آیت ربانی میں ایمان والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہر معاملے میں عدل و انصاف قائم کرنے کی خاطر اللہ کے لیے سچی گواہی دیں اور گواہی دیتے وقت یہ نہ سوچیں کہ ہماری گواہی سے کسی امیر کی عزت میں فرق آئے

گا یا یہ کہ کسی غریب پر کوئی اثر ہو گا۔ بندہ ہونے کے ناطے اس امیر و غریب کا اللہ تعالیٰ سے برابر کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کی بھلائی کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے گواہی کے نتیجے میں اس تھوڑے سے نقصان میں ہی ان کے لیے بھلائی چھپی ہو"۔

ایک اور چیز جس کی خاص طور پر وضاحت کی گئی ہے یہ کہ گواہی دیتے وقت غیر واضح اندازِ گفتگو اختیار نہ کیا جائے بلکہ صاف اور کھلے الفاظ میں بات کی جائے تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ گواہی دینے سے گریز نہ کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر حق وانصاف کی بالادستی قائم کرنے اور معاملات کو درست کرنے کے لیے سچی گواہی دی جائے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حقائق کو پہچاننے والا ہے۔

(۹) وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

(۱۰) وَٱخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ ٱلذُّلِّ مِنَ ٱلرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ٱرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا

ترجمہ: ''اور تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا''۔

ترجمہ: ''اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار! جیسا انھوں نے مجھ کو بچپن میں (محبت سے) پالا تو بھی ان پر رحمت فرما''۔(بنی اسرائیل ۱۷: ۲۴-۲۳)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام سے ہمیں عقیدہ توحید کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمت کی ہدایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق و مالک ہے اس لیے اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے اور پھر والدین ہماری تخلیق کا سبب بنے، ہمیں پالا پوسا اور بہترین تربیت کر کے معاشرے میں رہنے کے قابل بنایا۔ اس لیے والدین کی جس قدر خدمت کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ والدین بچپن میں اپنا سارا سکھ چین لٹا کر ہر طرح ہماری دیکھ بھال کرتے اور پڑھاتے لکھاتے ہیں، ہمارے لیے بہترین خوراک اور لباس، غرض ہر ممکن آسائش کا بندوبست کرتے ہیں۔ وہ ہمیں زندگی گزارنے کے لیے برے بھلے سے آگاہ کرتے ہیں گاہے بگاہے راہنمائی کرتے اور ہماری بہتری کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔

(۱۱) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ ٱلْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

ترجمہ: ''اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا کر لو (یعنی کنجوس نہ بنو) اور نہ ہی بالکل کھول دو (کہ کبھی کچھ دے ڈالو اور نتیجہ یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر بیٹھ جاؤ''۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۲۹)

تشریح: بہترین معاشی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ خرچ کرنے اور لینے دینے میں اعتدال کا راستہ اپنایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ خرچ کرنے میں اس قدر بخل سے کام لیا جائے کہ سب کنجوس کہنے لگیں اور نہ ہی ایسا ہو کہ اس قدر کھلے دل سے خرچ کیا جائے کہ اپنی ضرورت کے لیے بھی کسی سے مانگنا چاہیے۔ اس پر سب کہیں گے کہ بے سوچے سمجھے خرچ ہی کیوں کیا جو کسی سے مانگنے کی محتاجی ہوئی۔ مراد یہ ہے کہ خرچ کرنے اور دینے دلانے میں اعتدال یعنی بیچ کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

(۱۲) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥ ۚ وَأَوْفُوا بِٱلْعَهْدِ ۖ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولًا

ترجمہ: ''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر جس طرح کہ بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی پوچھ کچھ ہوگی''۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۳۴)

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ یتیم کے مال اور جائیداد کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا حرام ہے۔ اگر یتیم نابالغ ہے اور آپ اس کے ہمدرد ہیں اور اس کے مال و جائیداد کو اس کے فائدے اور بہتری کے کام میں لاتے ہیں، مثلاً کسی کاروبار میں لگا کر مکمل نگرانی اور امانت کو پیش نظر رکھتے ہیں تو اس کی اجازت ہے۔ جب وہ بڑے ہو جائیں اور انھیں س کام کی سمجھ بوجھ ہو جائے تو ان کا مال و جائیدا منافع سمیت ان کے حوالے کر دو۔

دوسری اہم بات عہد کے بارے میں ہے کہ عہد کی پابندی کرو اور اگر کسی سے کوئی قول کوئی معاملہ طے پا جائے تو اس کو ضرور پورا کرو کیوں کہ قیامت کے روز تمام قول و قرار یعنی عہد کی پوچھ ہوگی لہذا کوشش کریں کہ عہد کو ہر حال میں پورا کریں۔ البتہ اگر کسی نے کیسی غلط کام کا عہد کر لیا ہو یا کسی سے نہ بولنے کی قسم کھالی تو ایسے عہد اور قسم کو توڑ دینا ضروری ہے اور ساتھ ہی قسم کا کفارہ بھی دینا ضروری ہے۔

(۱۳) وَأَوْفُوا ٱلْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِٱلْقِسْطَاسِ ٱلْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

ترجمہ: ''اور جب کوئی چیز ماپ کر دینے لگو تو پیمانے کو پورا بھرا کرو اور تولو سیدھی ترازو سے۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے

لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے''۔(بنی اسرائیل:۳۵) .

تشریح: اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو تجارت اور کاروباری معاملات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ کامیابی کی ضمانت اس میں ہے کہ ناپ تول میں پورا انصاف کرو کوئی کمی بیشی نہ کرو۔ دُنیا میں بھی کاروباری ساکھ بنے گی۔ عزت واحترام حاصل ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے امین تاجر کے لیے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔ کم ناپ تول میں کمی بیشی گناہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(۱۴) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا

ترجمہ: ''اور جس چیز کا تمھیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور پوچھ ہوگی''۔ (بنی اسرائیل:۳۶)

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کی تربیت کے لیے سمجھایا گیا ہے کہ کوئی بھی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دینا مناسب نہیں ہے بلکہ اس بات سے متعلق تحقیق کرتے وقت اپنے کان اپنی آنکھ اور اپنے دل کو بھی استعمال میں لائے تاکہ یہ جان سکے کہ اس میں کتنی حقیقت ہے۔ بغیر سنے اور بغیر دیکھے یہ کہہ دینا کہ میں نے یہ بات اپنے کانوں سے سنی یا اپنی آنکھوں سے دیکھی، انتہائی غلط ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھ کچھ ہوگی۔ چنانچہ ہمیں جھوٹی شہادتوں غلط تہمتوں اور جانے بوجھے بغیر لوگوں کی مخالفت کرنے سے بچنا چاہیے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جو کچھ ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں، اس پر بغیر شرعی حکم کے عمل کرنا مناسب نہیں بلکہ یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ شرع اس بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ اگر درست ہے تو بڑوں کی پیروی کریں وگرنہ اس سے بچنا چاہیے۔

(۱۵) وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًاۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ ٱلْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ ٱلْجِبَالَ طُولًا

ترجمہ: ''اور زمین پر اکڑ کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا''۔(بنی اسرائیل۱۷:۳۷)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ زمین پر اکڑ، کر اترا کر نہ چلے کیونکہ اس طرح چلنے سے نہ تو زمین پھٹ جائے گی اور نہ ہی سینہ تان کر چلنا تجھے پہاڑوں جتنا بلند کر سکتا ہے۔ گویا غرور اور تکبر کو چھوڑ کر میانہ روی سے چلنے کا حکم

دیا گیا ہے۔نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ بلکہ درمیانی چال سے چلنا چاہیے کیونکہ یہی شرافت کی علامت ہے۔
یہ تمام بری باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان کو معاشرے میں بھی بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سو ان باتوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(۱۶) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن جَآءَكُمْ فَاسِقُۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا أَن تُصِيبُوا قَوْمًۢا بِجَهَٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر کوئی بدکردار تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے''۔ (الحجرات:۶)

تشریح: اکثر اوقات باہمی اختلاف و انتشار اور لڑائی جھگڑے کی ابتدا جھوٹی خبروں اور بے بنیاد باتوں سے ہوتی ہے۔ اگر ابتدا ہی میں عقل مندی اور سمجھ بوجھ سے کام لیا جائے تو انسان بہت سی پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔

(۱۷) إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

ترجمہ: "مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو''۔(الحجرات:۱۰)

تشریح: قرآن حکیم کی اس آیت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر کبھی دو مسلمان آپس میں جھگڑ بیٹھیں تو ان کی صلح کرا دینا دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ مسلمان بھائیوں کی صلح کرانے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی کی ناحق طرف داری یا انتقامی جذبہ کارفرما نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں بعض اوقات بجائے صلح کے نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ صلح کراتے وقت خوف خدا پیش نظر رہنا چاہیے۔ مسلمان بھائیوں میں صلح جوئی کی فضا سے نہ صرف معاشرے میں امن و امان رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت بھی شامل حال رہے گی۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم سے مشابہت دی ہے کہ اگر بدن کا کوئی حصہ دوسرے حصوں سے تعاون نہ کرے تو سارا بدن متاثر ہوتا ہے۔ اگر ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ یوں مل جل کر رہے جیسے ایک ہی بدن کے اعضا باہمی تعاون سے کام کرتے ہیں۔

(۱۸) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ پس یہ بات تمھیں گوارا نہ ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔ (الحجرات: ۱۲)

تشریح: مندرجہ بالا آیت میں بدگمانی، تجّسس (دوسروں کی باتوں اور حالات کی ٹوہ میں رہنا) اور غیبت جیسی برائیوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

- بدگمانی بعض اوقات اس قدر نفرت پیدا کر دیتی ہے کہ بہن بھائیوں میں عمر بھر کے لیے رنجش پیدا ہو جاتی ہے اور خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔
- بلاوجہ کسی کے حالات کی ٹوہ لینا اور کریدنا بھی گناہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیونکہ یوں ٹوہ لینے سے خرابی کا امکان ہے، خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔
- ہر حال میں غیبت سے بچنا چاہیے، کیونکہ غیبت کرنا گویا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ بھائی سے ہر کسی کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے تو اس کے بارے میں ایسا تصور بھی تکلیف دہ اور کراہت پیدا کرنے والا ہے۔

اسی طرح غیبت بھی ہمارے لیے ناپسندیدہ فعل ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے آج کل غیبت کرنا بے حد عام اور مرغوب عادت بن چکی ہے۔ لہٰذا اس قابل نفرت بات سے جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو بچائیں اگر اس قسم کا گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(۱۹) إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِٱلْعَدْلِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں

فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے"۔ (النساء:۵۸)

تشریح: لفظ "امانت" کا مفہوم انتہائی وسیع ہے جس میں صرف روپے پیسے اور جائیداد ہی نہیں آتیں بلکہ ہر طرح کے مالی قانونی اور اخلاقی معاملات بھی اس کے زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں انھیں بھی امانت کہا گیا ہے اور انھیں پورا نہ کرنا خیانت ہے۔ ہر معاملے میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنا بھی امانت کا تقاضا ہے۔ حکمرانوں کا اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنا بھی امانت میں شامل ہے۔ اسی طرح تمام امانتوں کے بارے میں حکم ہے کہ انھیں ان کے حقداروں کو مِن وعَن پہنچادیا جائے۔ امانتوں میں ہر لحاظ سے عدل وانصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ہی دیانت داری ہے۔ امانت کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب ہم کسی کا حق اس کو جوں کا توں لوٹا دیں۔

اگر کسی نجی معاملے میں مشورہ کیا جائے تو اس کو صحیح اور بہترین مشورہ دینا بھی امانت ہے۔ اگر کہیں ملازمت کی جارہی ہے تو اپنا کام قواعد وضوابط کے تحت وقت کی پابندی کے ساتھ مکمل کرنا بھی امانت میں شامل ہے۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کے مابین معاملات کا فیصلہ کرتے وقت عدل وانصاف سے کام لیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

"جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں"۔

ہم یہاں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلاتے ہیں کہ کسی کی بات کو راز رکھنا بھی امانت ہے لیکن اگر اس سے

- کسی کے ناحق قتل ہونے کا خطرہ ہو۔
- کسی کی آبرو پر حرف آتا ہو۔

کسی کا مال ناجائز طور پر ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں راز افشا کرنا خیانت نہیں ہے بلکہ کار ثواب ہے۔

(۲۰) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا أَطِيعُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا ٱلرَّسُولَ وَأُولِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ اور اگر کسی بات میں اختلاف ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہت بہتر ہے"۔ (النساء:۵۹)

تشریح: اس آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ :

- اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔
- اولوالامر کی اطاعت کرو۔

اولوالامر سے مراد ہے بااختیار افراد۔ ایک گھر میں گھر کا سربراہ، ایک ادارے میں ادارے کا سربراہ، ایک قوم میں قوم کا سربراہ اور ملک میں ملک کا سربراہ اولوالامر کہلاتا ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے جب کہ اولوالامر کی اطاعت اسی حالت میں ضروری ہے جب کہ اس سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو۔ اگر اولوالامر کسی ایسے کام کا حکم دیں جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہو تو اولوالامر کا کہا ماننا جائز نہیں ہے اسی لیے آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا ہے کہ اگر اولوالامر کے ساتھ تمھارا اختلاف ہو جائے تو فیصلے کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے اور وہ جو فیصلہ کریں گے سب کو قبول کرنا چاہیے۔ اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بہت واضح ہے کہ :

''جس بات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق میں سے کسی کی بات ماننا جائز نہیں''۔

۱.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲

سوال نمبر ا۔ مختصر سوالات کے جوابات دیں۔

ا۔ قرآن کو تھامنے سے مسلمان قوم پر کیا اثر پڑے گا۔
۲۔ لوگوں سے بات کرنے کے حوالے سے قرآنی حکم کیا ہے؟
۳۔ کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکنا کیسا ہے؟
۴۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا کون ہے؟
۵۔ حضور اکرم ﷺ نے سب سے افضل شخص کون سا بتایا ہے؟
۶۔ شراب اور جوا کیسے کام ہیں؟
۷۔ پانسہ بازی اور جوا کیسے کام ہیں؟
۸۔ قرآن حکیم میں گواہی کے بارے میں کس صورت میں ذکر ہے؟
۹۔ سورۃ البقرہ کی کس آیت میں گواہی چھپانے سے منع کیا گیا ہے؟

۱۰۔ گواہی چھپانے والے کو کیسا قرار دیا گیا ہے؟

۱۱۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۷ میں نیکی کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

۱۲۔ عہد کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

۱۳۔ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینا کیوں کافی نہیں ہے؟

۱۴۔ گواہی دیتے وقت گول مول انداز سے کیوں منع فرمایا گیا ہے؟

۱۵۔ انصاف پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کے لیے سچی گواہی دینے سے متعلق آیت تحریر کریں۔

۱۶۔ ترجمہ کریں: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا

۱۷۔ بہترین معاشی اصول کیا ہے؟

۱۸۔ حضور اکرم ﷺ نے میانہ روی کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۱۹۔ ناپ تول کے بارے میں قرآنی آیت مع ترجمہ تحریر کریں۔

۲۰۔ کس نبی کی قوم کو ناپ تول میں کمی کرنے پر عذاب کا سامنا کرنا پڑا تھا؟

۲۱۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۶ کا ترجمہ تحریر کریں۔

۲۲۔ زمین پر چلنے کے بارے میں قرآنی ہدایت کیا ہے؟

سوال نمبر ۲: قرآنی آیات کا ترجمہ کریں۔

(i) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

(ii) وَاتَّقُوا الله إِنَّ اللَّهَ تَوَابٌ رَّحِيمٌ

(iii) يَايُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَهَا فَتَبَيَّنُوا

(iv) وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولا

(v) وَ أَقَامَ الصَّلوة وَاتَى الزَّكوة

جوابات

خود آزمائی نمبر ۲

سوال نمبر ۱

۱۔ طَيْراً ۲۔ كَعَصَفِ

۳۔ رَبَّ ۴۔ طَعَامِ

۵۔ ھُوَ ۶۔ عبدتُّم
۷۔ کَانَ ۸۔ حَبُلٌ
۹۔ مَالُہٗ ۱۰۔ خَلَقَ

سوال نمبر ۲ سورتیں زبانی یاد کریں اور کسی کو سنا کر تسلی کریں۔

سوال نمبر ۳

۱۔ حسد کرنے لگے ۲۔ وسوسے
۳۔ پھونکنے والیوں ۴۔ بیٹا
۵۔ ہلاک ہو ۶۔ تسبیح
۷۔ دین ۸۔ کوثر
۹۔ عاریتاً ۱۰۔ امن بخشا

سوال نمبر ۴ مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ مکی ہے اور کل پانچ آیات ہیں۔
۲۔ "وہ شخص جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، فقیر کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا، نماز سے غافل رہتا ہے جو ریاکاری کرتے ہیں۔
۳۔ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو"۔
۴۔ مدنی ہے۔
۵۔ مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں۔
۶۔ انھیں نماز میں پڑھنے یا امام سے سننے میں مطلب سمجھ میں آئے گا اور نماز میں توجہ ادھر ادھر بٹنے کی بجائے تلاوت پر رہے گی۔

خود آزمائی نمبر ۲

سوال نمبر ۱۔ مختصر سوالات کے جوابات دیں۔

۱۔ مسلمان قوم ایک مضبوط اور باوقار قوم کی صورت میں سامنے آئے گی اور تاابد قائم رہے گی
۲۔ "اور لوگوں سے نیک بات کیا کرو"
۳۔ یہ بھی گناہ ہے۔
۴۔ جو زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔
۵۔ متقی اور پرہیز گار۔

۶۔ ناپاک کام اور شیطانی اعمال ہیں۔
۷۔ آپس میں لڑائی جھگڑا اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔
۸۔ سورۃ البقرہ۔
۹۔ البقرہ ۲۸۳ ۔
۱۰۔ دل کا گنہ گار۔
۱۱۔ ”جو اللہ قیامت اور فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لائے اور مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرے“۔
۱۲۔ وعدوں کو پورا کرو۔
۱۳۔ بلکہ خلوص دل سے ایمان لانے اور عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔
۱۴۔ تاکہ بات شک و شبہ میں نہ پڑ جائے۔
۱۵۔ سورۃ النساء ۔
۱۶۔ ”اے پروردگار! جیسا انھوں نے مجھ کو بچپن میں پالا تو بھی ان پر رحمت فرما“۔
۱۷۔ خرچ اور لینے دینے میں اعتدال کا راستہ اپنانا۔
۱۸۔ ”جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوگا“۔
۱۹۔ بنی اسرائیل ۳۵۔
۲۰۔ حضرت شعیب علیہ السلام
۲۱۔ ”اور جس چیز کا تمھیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور پوچھ کچھ ہوگی“۔
۲۲۔ ولا تمش فی الارض مرحا .

سوال نمبر ۲: قرآنی آیات کا ترجمہ تحریر کریں۔

۱۔ ”مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں“۔
۲۔ ”اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے“۔
۳۔ ”اے ایمان والو! اگر کوئی بدکردار تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ “
۴۔ ” اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی پوچھ ہوگی“۔
۵۔ ”اور جس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی“۔

یونٹ نمبر ۳

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔I

تحریر : ڈاکٹر حافظ محمد یونس
نظرثانی: منزہ خانم اسسٹنٹ پروفیسر

فہرست

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
یونٹ کا تعارف	۵۳
یونٹ کے مقاصد	۵۴
۱۔ حدیث رسول ﷺ	۵۵
۱.۱۔ حدیث کا مفہوم	۵۶
۲.۱۔ سنت کا مفہوم	۵۶
۳.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱	۵۷
۲۔ اسلام میں حدیث کی اہمیت و حیثیت	۵۸
۱.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲	۵۹
۳۔ حدیث کی جمع و تدوین	۶۱
۱.۳۔ حدیث عہد رسول ﷺ میں	۶۱
۲.۳۔ حدیث کی مشہور کتابیں	۶۲
۳.۳۔ خود آزمائی نمبر ۳	۶۴
۴۔ جوابات	۶۵

یونٹ کا تعارف

قرآن حکیم اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالی نے اپنے آخری پیغمبر اور رسول حضرت محمد ﷺ پر اتاری اور آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن پاک پڑھائیں، اس پر عمل کر کے دکھائیں اور ان کو بھی اس پر عمل کرنے کے طریقے بتائیں۔ قرآن کی اس تشریح، تفسیر اور اس پر عمل کرنے کے نبوی طریقے کو حدیث کہتے ہیں۔

قرآن کریم کو بنیادی قانون کی حیثیت حاصل ہے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال کا نام ہے۔ لہذا ایک عظیم الشان پیغمبر ﷺ اور اہم ترین ہادی و راہنما کے پیغام کو سمجھنے کے لیے آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور حکیمانہ تعلیمات پر نظر ہونا بے حد ضروری ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کی تلقین کی ہے۔ حدیث کے بغیر ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ۚ

''جو چیز رسول خدا تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ''۔(الحشر: ۷)

دوسرے مقام پر فرمایا :

وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا۟ۚ

"اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت اور سیدھی راہ پاؤ گے "۔(النور: ۵۴)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے کلام یعنی حدیث کی شرعی حیثیت واضح کر دی ہے۔ اس یونٹ میں آپ حدیث وسنت کی تشریح، حدیث کی اہمیت و حیثیت، حدیث کی تدوین، حدیث عہد رسول میں، حدیث کی مشہور کتابیں، روایتِ حدیث، روایت حدیث میں شرائط اور حدیث کی اقسام کے بارے میں بھی پڑھیں گے۔ اس طرح حدیث وسنت کا ایک اجمالی خاکہ آپ کے ذہن نشین ہو جائے گا اور اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔ آخر میں بیس منتخب احادیث بھی ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ دی گئی ہیں جن سے آپ کے علم میں اضافہ ہو گا اور آپ ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوں گے کہ آپ:

۱۔ حدیث اور سنت کی وضاحت کر سکیں اور ان کی الگ الگ حیثیت کا تعین کر سکیں۔

۲۔ حدیث کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈال سکیں۔

۳۔ تدوین حدیث کی کوششوں کو بیان کر سکیں۔

۴۔ روایت حدیث کا مفہوم بیان کر سکیں اور روایت حدیث میں شرائط کی وضاحت کر سکیں۔

۵۔ حدیث کی مشہور اقسام کی وضاحت کر سکیں۔

۶۔ حدیث کی مشہور کتب کے نام گنوا سکیں۔

۷۔ بیس منتخب احادیث نبوی ﷺ کا متن یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ اور تشریح بھی کر سکیں اور ان سے استفادہ کر سکیں۔

ا۔ حدیث رسول ﷺ

قرآن حکیم نے ہمیں بار بار نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے لیکن ہم کتنی نمازیں پڑھیں؟ کس کس وقت پڑھیں؟ ہر نماز میں کتنی رکعات ہوں؟ نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہو؟ نمازوں میں کیا پڑھا جائے؟ یہ سب باتیں قرآن حکیم نے تفصیل سے نہیں بتائیں بلکہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری پر چھوڑ دی کہ آپ ﷺ لوگوں کو ایک ایک بات زبانی سمجھائیں۔اس پر عمل کرکے دکھائیں اور پھر لوگوں کو بھی عملی طور پر سکھادیں تاکہ ہر بات واضح ہو جائے۔

عموماً یہی صورت قرآن کے دوسرے احکام کی ہے قرآن حکیم میں اجمالی طور پر کوئی حکم بیان کیا گیا ہے اور اس کی تشریح اور تفسیر رسول اکرم ﷺ نے کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حدیث نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کے اقوال کے بغیر قرآن کا مطلب سمجھنا دشوار ہے۔اگر حضور ﷺ قرآن مجید کی تشریح و تفسیر نہ فرماتے تو ہمیں شرعی احکام پر عمل کرنے میں قدم قدم پر دقت پیش آتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ

"جو رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے"۔

(النساء:۸۰)

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ جو کچھ عطا فرمائیں اسے قبول کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

"اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ"۔(الحشر:۷)

(۱) اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وارشادات اگر شریعت نہ ہوتے تو پھر قرآن حکیم میں نبی ﷺ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کا حکم بھی نہ ہوتا بلکہ صرف کتاب اللہ پر ایمان لانا کافی ہوتا۔اس لیے ایمان لانا اس چیز پر واجب ہوتا ہے جو پکی دلیل ہو ورنہ جو شے دلیل نہیں بن سکتی،اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے۔

(۲) آپ ﷺ کی بات ماننے کی بھی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کیونکہ وہ بات اللہ کی عطا کی ہوئی ہے۔

(۳) صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال کی پیروی ضروری ہے۔

بعض صحابہ کرامؓ تو آپ کے احکام پر عمل کرنے کے اس حد تک پابند تھے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی اپنے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور ارشادات کی اطاعت ضروری ہے۔

اہم نکات

۱۔ قرآن کریم میں عقائد اخلاق عبادات و معاملات اور ارکان اسلام کا ذکر ہے ان کی وضاحت جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمائی، اس لیے حضور ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔

۲۔ حضور ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی ہر بات مانو جو حکم فرمائیں مانو اور جس بات سے منع کر دیں تو باز آجاؤ۔

۱.۱۔ حدیث کا مفہوم

حدیث کے معنی ''بات'' کے ہیں۔ لیکن عام طور پر جب ہم حدیث یا حدیث نبوی ﷺ کا لفظ بولتے ہیں تو اس میں تین چیزیں شامل ہوتی ہیں :

(۱) حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں ''گفتگو کلام''۔

(۲) آپ ﷺ نے جو جو کام کیے۔

(۳) آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہے۔

حدیث کی جمع احادیث ہے، جو شخص علم حدیث کا ماہر ہو اسے ''محدث'' کہتے ہیں۔

(۱) رسول کریم ﷺ کی ''بات چیت''، ''کام''، ''اور کسی چیز کو ہوتے ہوئے دیکھ کر پسند کرنا'' یا ''خاموش رہنا'' حدیث کہلاتا ہے۔

(۲) حدیث بیان کرنے والے کو ''محدث'' کہتے ہیں۔

۱.۲ ۔ سنت کا مفہوم

سنت کا لغوی معنی طریقہ راستہ اور طرز عمل ہے، مگر اسلامی اصطلاح میں سنت سے مراد آنحضرت ﷺ کا

طریقہ ہے۔ ہر وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے کیا یا کرنے کا حکم دیا سنت کہلاتا ہے۔

عام طور پر حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ فرق کرنا چاہیں تو حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کو حدیث اور آپ کے عمل کو سنت کہیں گے۔ رسول کریم ﷺ کی گفتگو کو حدیث اور عمل کو سنت کہتے ہیں۔

۳.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱

۱۔ حدیث کا معنی کیا ہے؟

۲۔ محدث کسے کہتے ہیں؟

۳۔ حدیث میں کون کون سی تین چیزیں شامل ہیں؟

۴۔ حدیث اور سنت کی الگ الگ تعریف کریں۔

۵۔ خالی جگہ پر کریں۔

(ا) مَّن يُطِعِ ....فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ

(ب) وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ....فَخُذُوهُ

خالی جگہ پر کریں۔

(الف) عبادات کا دار و مدار اطاعت.............................. ہے۔

(ب) دین کتاب اللہ اور ....کا نام ہے۔

(ج) حدیث نبوی ﷺ کے بغیر ....کا مطلب سمجھنا ناممکن ہے۔

(د) جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ ....کی اطاعت کرتا ہے۔

۲۔اسلام میں حدیث کی اہمیت وحیثیت

قرآن کریم میں ہماری زندگی کے بارے میں ہر طرح کی راہنمائی موجود ہے۔ لیکن اس میں بنیادی اصول قوانین اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا، صرف آپ ﷺ ان کو سب سے بڑھ کر جانتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کی خوب وضاحت فرمادی۔

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے :

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

'' ہم نے آپ ﷺ کا کی طرف یہ ذکر (قرآن حکیم) نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو کھول کر بیان کریں، اس کو جو اُن کی طرف نازل کیا گیا''۔ (النحل: ۴۴)

ذکر سے مراد قرآن کریم ہے جو پہلی امتوں کے حالات اور شریعتوں کی حفاظت کرنے والا پہلے نبیوں کے علوم کو جمع کرنے والا ہمیشہ کے لیے اللہ کے احکام اور دین و دنیا کی کامیابی کے طریقوں کو سمجھانے والا اور غفلت میں پڑے لوگوں کو بیدار کرنے والا ہے۔ پہلے رسولوں کی طرح آپ ﷺ پر بھی کتاب نازل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا کام مضامین کو کھول کر بیان کرنا ہے تاکہ لوگ اسے سمجھ سکیں اور اس پر عمل کریں۔

قرآن میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق، جہاد، اللہ کے دشمنوں سے صلح و جنگ کے بارے میں قوانین موجود ہیں۔ ان سب کی حقیقت جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث و سنت اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال کے بغیر واضح نہیں ہوسکتی تھی۔ مثلاً

۱۔ قرآن مجید میں ہے :

وَأَقِيمُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرْكَعُوا مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ

''اور نماز قائم کیا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ نماز میں جھکو یعنی نماز باجماعت پڑھا کرو''۔ (البقرہ: ۴۳)

قرآن مجید نے یہ تفصیل بیان نہیں کی کہ کس طرح نماز قائم کرو، کتنی رکعتیں ادا کرو، کن اوقات میں ادا کرو، ان میں کیا پڑھو، یہ پوری تفصیل ہمیں احادیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوئی۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((صَلُّوا كَمَارَ أَيْتُمُونِي أُصَلِّي))

"اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"۔

۲۔ زکوۃ کے بارے میں بھی قرآن مجید میں وضاحت نہیں ہے کہ کتنی زکوۃ، دو کن چیزوں پر زکوۃ ہے، کن پر نہیں، کون لوگ زکوۃ دیں اور کس طرح دیں اور کن لوگوں کو دیں؟

۳۔ حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حج کے عمل کی وضاحت حضور اکرم ﷺ کے افعال اور ارشادات ہی سے معلوم ہوتی ہے۔

۴۔ ماں باپ بہن بھائی کے کیا حقوق ہیں، عزیزوں اور پڑوسیوں کی کیا ذمہ داریاں اور حقوق ہیں، اچھائی اور برائی کی تمیز ان تمام باتوں کی وضاحت اور تفصیلات سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمایا۔ ان کی حقیقت ہمیں حدیث اور سنت ہی کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔

اہم نکات

۱۔ قرآن کریم میں راہنمائی کے اصول، قوانین اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں جن کی وضاحت صرف رسول اکرم ﷺ ہی فرما سکتے تھے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے۔

۲۔ قرآن کریم پہلی امتوں کے حالات اور ان کی شریعتوں کی حفاظت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے احکام اور دین و دنیا کی کامیابی کے طریقوں کو یاد دلانے والا ہے۔ اس کے ذریعے حضور اکرم ﷺ نے پوری انسانیت کو بیدار کیا۔

۳۔ عقائد، عبادات، اخلاق معاملات سب کی تشریح اور وضاحت رسول کریم ﷺ کی حدیث اور سنت سے ہوتی ہے۔

۱.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ قرآن کریم میں کس طرح کی راہنمائی موجود ہے؟

۲۔ قرآن کریم کن پر نازل ہوا؟

۳۔ قرآن کریم کو سب سے زیادہ بہتر کون جانتا تھا؟

۴۔ قرآن کریم کے مضامین کھول کر بیان کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

۵۔ قرآن کریم کے مضامین کی حقیقت کس سے معلوم ہوئی؟

۶۔ کن کاموں میں نبی آخر الزمان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے؟

خالی جگہ پر کریں

(ا) وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ .... لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ

(ب) وَأَقِيمُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا ....

(ج) صَلُّوا كَمَارَ أَيْتُمُونِي ....

(د) وَٱرْكَعُوا مَعَ ....

۸۔ خالی جگہ پر کریں۔

(الف) یادداشت سے مراد .... ہے۔

(ب) نماز قائم کرواور .... دیا کرو۔

(د) اسلامی عبادات کی حقیقت .... کے بغیر واضح نہیں ہوسکتی۔

۳۔ حدیث کی جمع وتدوین

رسول اللہ ﷺ کو اپنی سنت یعنی اپنے اعمال اور ارشادات کی حفاظت کا خاص طور پر بڑا خیال تھا کیونکہ اسی کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات دوسروں تک پہنچ سکتی تھیں۔آپ نے کئی موقعوں پر نصیحت فرمائی کہ :

''جو یہاں حاضر ہیں، وہ میری بتائی ہوئی تعلیمات اور میری سنت کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ''

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی :

''اللہ تعالی اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد رکھی اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا''۔

حضرت ابوہریرہؓ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"جس شخص نے میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو اپنا راہنما بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا''۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی سنت کی حفاظت کا بڑا خیال تھا۔
۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ میری سنت کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے سمجھانے کا انداز نہایت عمدہ اور موثر تھا۔آپ ﷺ ہر بات کو تین تین بار دہراتے تاکہ سننے والا اچھی طرح یاد رکھ سکے۔ چنانچہ صحابہ کرام ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے جو کچھ سیکھا اسے بعد والے لوگوں تک پہنچایا اور انھوں نے اپنے بعد آنے والے لوگوں کو سکھایا۔ یہاں تک کہ یہ قیمتی ذخیرہ ہم تک پہنچا۔

حضور اکرم ﷺ کی سنت کا قیمتی ذخیرہ ہم تک صحابہ کرامؓ کے ذریعے پہنچا۔

۳.۱۔ حدیث۔ عہد رسول ﷺ میں

حضور نبی کریم ﷺ نے بعض احادیث خود لکھوا کر بعض صحابہ کرام کو دیں اور بعض صحابہ کرام اپنی ذاتی یادداشت کے لیے حدیثیں لکھ لیتے تھے، مثلاً :

۱۔ ابو شاہ صحابی کی درخواست پر حضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث لکھ کر انھیں دینے کی ہدایت فرمائی۔

۲۔ بعض ضروری احکام پر مشتمل ایک مختصر رسالہ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا گیا۔

۳۔ حضرت رافع بن خدیج کو حضور اکرم ﷺ نے تمام احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ہی کو بھی آپ ﷺ نے اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دی تھی۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی تاریخی دستاویزات لکھوائیں جن کا احادیث میں ذکر آتا ہے۔

۶۔ حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی شرائط لکھوا کر قریبی سردار سہیل بن عمرو کو دی تھیں اور اس کی ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔

۷۔ مدینہ کے یہود سے جو معاہدہ ہوا تھا، اسے لکھوا کر خیبر کے یہودیوں کو ایک صحابی کے قتل کرنے پر خون بہا ادا کرنے کے لیے ایک تحریر بھیجی تھی۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو خطوط ارسال کر کے اسلام کی دعوت دی تھی اور ان پر اپنی مہر بھی لگائی تھی۔

۹۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے ''کتاب الصدقۃ'' کے نام سے زکوۃ کے مسائل لکھوا کر ایک جگہ جمع کرا دیئے تھے تاکہ ماتحت حکام کو ارسال کیے جائیں۔

۱۰۔ حضور ﷺ نے حدیثوں کی ایک تفصیلی کتاب حضرت عمرو بن حزم کی معرفت اہلِ یمن کو لکھوا کر بھجوائی تھی جس میں بہت سے شرعی مسائل واحکام درج تھے۔

اہم نکات

۱۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں بعض احادیث خود لکھوا کر بعض صحابہ کرامؓ کو دیں۔

۲۔ صحابہ کرامؓ نے بھی حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے احادیث لکھیں۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کی بہت سی تحریروں کا ذکر تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

۲.۳۔ حدیث کی مشہور کتابیں

صحابہ کرامؓ اور تابعین نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث پر مشتمل چھوٹی بڑی کتابیں تیار کیں۔ جن کی بنیاد پر آگے چل کر مشہور کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں چھ کتابیں بہت مشہور ہوئیں۔ ان کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ یہ چھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ صحیح بخاری

امام بخاری محمد بن اسماعیل نے ۱۶/ برس میں ترتیب دی ہے۔ اس میں ۳۴۵۰ باب ہیں۔ اس میں حدیثوں کی

مجموعی تعداد ۹۰۸۲ ہے جس میں مکرر حدیثیں بھی شامل ہیں۔امام بخاری نے ۲۵۶ھ میں بخارا میں وفات پائی۔

۲۔ صحیح مسلم

حدیثوں کا یہ مجموعہ امام مسلم بن حجاج قشیری نے ترتیب دیا ہے۔اس میں مکرر حدیثوں سمیت کل احادیث کی تعداد ۷۲۷۵ ہے۔امام مسلم نے ۲۶۱ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

۳۔ سننِ ابی داؤد

یہ کتاب امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے تالیف کی۔اس کتاب میں ۴۸۰۰ صحیح حدیثیں درج ہیں۔اس کتاب میں اصول علم احکام، فقہ اور سنت نبوی ﷺ کا اہم جزو شامل ہے۔امام ابوداؤد نے ۲۷۵ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

۴۔جامع ترمذی

اس کتاب کو امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی نے ترتیب دیا ہے۔آپ ترکستان کے شہر ''ترمذ'' میں ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ترتیب اور تہذیب کے لحاظ سے یہ کتاب بہت اہم ہے۔اس میں ۳۹۵۶ صحیح احادیث ہیں۔امام ترمذیؒ نے ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

۵۔ سنن نسائی

اس کتاب کے مؤلف امام نسائی ابوعبدالرحمن احمدؒ بن شعیب ہیں۔آپ ۲۱۵ھ میں خراسان کے شہر ''نسا'' میں پیدا ہوئے ۔اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔اس میں کل ۵۷۶۱ احادیث ہیں۔امام نسائی نے ۳۰۳ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۶۔ سنن ابن ماجہ

اس کتاب کو امام ابن ماجہ ابوعبداللہ بن یزید قزوینی نے تالیف کیا۔آپ ایران کے شہر ''قزوین'' میں ۲۰۹ ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔اس کتاب میں ۴۰۰۰ حدیثیں ہیں۔

۱۔ حدیث کی چھ مشہور کتب ''صحاح ستہ'' کہلاتی ہیں۔
۲۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کتب حدیث ہیں۔

مشغلہ

صحاح ستہ کی ایک فہرست تیار کریں اور بتائیں کہ وہ کن کن کی تالیف ہیں،ان لوگوں کے مختصر کوائف اور علمی

ذوق پر ضروری معلومات فراہم کریں۔ نیز ان کتابوں کی علمی افادیت واضح کریں۔

۳.۳۔ خود آزمائی نمبر ۳

۱۔ حضور اکرم ﷺ اپنی سنت کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے کیا ہدایت فرمائی تھی؟

۲۔ حضور اکرم ﷺ کے سمجھانے کا انداز کیسا تھا؟

۳۔ حضور اکرم ﷺ کی سنت کا قیمتی ذخیرہ کن کے ذریعے ہم تک پہنچا؟

۴۔ حضور ﷺ کے حکم سے حضرت علیؓ کو جو مختصر رسالہ لکھ کر دیا گیا اس میں کیا تھا؟

۵۔ خیبر کے یہودیوں کو جو تحریر بھیجی گئی اس میں کیا لکھا تھا؟

۶۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے زکوۃ کے مسائل کس نام سے جمع کروائے؟

۷۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک تفصیلی کتاب بھجوائی تھی، اس میں کیا درج تھا؟ .

۸۔ صحاح ستہ میں کون کون سی کتابیں شامل ہیں؟

۹۔ امام بخاری کا پورا نام کیا تھا؟

۱۰۔ صحیح مسلم میں احادیث کی کل تعداد کتنی ہے؟

۱۱۔ سنن ابی داؤد کی احادیث میں کون سے اہم جز شامل ہیں؟

۱۲۔ سنن نسائی میں کس قسم کی احادیث کو اہمیت دی گئی ہے؟

۱۳۔ خالی جگہ پر کریں۔

(الف) رسول اکرم ﷺ کو اپنی........................... کی حفاظت کا بڑا خیال تھا۔

(ب) آپ ﷺ ہر بات کو........................... بار دہراتے تھے۔

(ج) صحیح بخاری میں حدیثوں کی مجموعی تعداد........................... ہے۔

۱۴۔ مکمل کریں۔

(الف) جس شخص نے میری امت کو بگڑنے کے وقت میری سنت کو اپنا راہنما بنایا اس کو........................... شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

(ب) جو یہاں حاضر ہمیں وہ میری........................... کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں۔

۴۔ جوابات

خود آزمائی نمبر ا

ا۔ بات یا کام۔ ۲۔ علم حدیث کا ماہر۔

۳۔ گفتگو، کام، اور وہ کام جو سامنے کیا گیا اور آپ ﷺ خاموش رہے۔

۴۔ گفتگو کو حدیث اور عمل کو سنت کہیں گے۔

۵۔ (الف) الرسول (ب) الرسول

۶۔ (الف) رسول ﷺ (ب) سنت

(ج) قرآن (د) اللہ

خود آزمائی نمبر ۲

ا۔ ہر قسم کی ۲۔ محمد رسول اللہ ﷺ ۳۔ نبی اکرم ﷺ

۴۔ تاکہ لوگ غور و فکر کریں ۵۔ حدیث اور سنت سے ۶۔ زندگی کے تمام کاموں سے

۷۔ (الف) الذکر (ب) الزکوٰۃ (ج) اصلی

(د) الراکعین

۸۔ (الف) قرآن مجید (ب) زکوٰۃ (ج) سنت اور حدیث

خود آزمائی نمبر ۳

ا۔ جو یہاں حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں۔

۲۔ ہر بات کو تین تین بار دہراتے تھے۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے سے۔

۴۔ بعض ضروری احکام۔

۵۔ صحابی کے قتل پر خون بہا ادا کرنا۔

۶۔ کتاب الصدقۃ۔

۷۔ شرعی مسائل اور احکام۔

۸۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ۔

۹۔ محمد بن اسماعیل البخاری۔

۱۰۔ ۷۲۷۵ احادیث۔

۱۱۔ اصول علم، احکام فقہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۲۔ عبادات اور احکام۔

۱۳۔ (الف) سنت (ب) تین (ج) ۹۰۸۲

۱۴۔ (الف) سو (ب) سنت

یونٹ نمبر ۴

حدیث نبوی ﷺ-II

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد یونس

نظرثانی: منزہ خانم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	۶۹
	یونٹ کے مقاصد	۷۰
	منتخب احادیث	۷۱
	حدیث نمبر ۱	۷۱
	حدیث نمبر ۲	۷۱
	حدیث نمبر ۳	۷۲
	حدیث نمبر ۴	۷۲
	حدیث نمبر ۵	۷۳
	حدیث نمبر ۶	۷۳
	حدیث نمبر ۷	۷۳
	حدیث نمبر ۸	۷۴
	حدیث نمبر ۹	۷۴
	حدیث نمبر ۱۰	۷۵
	حدیث نمبر ۱۱	۷۵
	حدیث نمبر ۱۲	۷۵
	حدیث نمبر ۱۳	۷۶
	حدیث نمبر ۱۴	۷۶
	حدیث نمبر ۱۵	۷۷
	حدیث نمبر ۱۶	۷۷
	حدیث نمبر ۱۷	۷۷
	حدیث نمبر ۱۸	۷۸
	حدیث نمبر ۱۹	۷۸
	حدیث نمبر ۲۰	۷۹
	خود آزمائی نمبر ۱	۷۹
	جوابات	۸۰

یونٹ کا تعارف

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر اور رسول حضرت محمد ﷺ پر اتاری اور آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن کریم پڑھائیں، اس پر عمل کر کے دکھائیں اور ان کو بھی اس پر عمل کرنے کے طریقے بتائیں۔ قرآن کی اس تشریح، تفسیر اور اس پر عمل کرنے کے نبوی طریقے کو حدیث کہتے ہیں۔

قرآن کریم کو بنیادی قانون کی حیثیت حاصل ہے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کا نام ہے۔ لہٰذا ایک عظیم الشان پیغمبر ﷺ اور اہم ترین ہادی و راہنما کے پیغام کو سمجھنے کے لئے آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور حکیمانہ تعلیمات پر نظر ہونا بے حد ضروری ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کی تلقین کی ہے۔ حدیث کے بغیر ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا

''جو چیز رسول خدا تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ''۔ (الحشر: ۷)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا

''اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت اور سیدھی راہ پاؤ گے''۔ (النور: ۵۴)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے کلام یعنی حدیث کی شرعی حیثیت واضح کر دی ہے۔

اس یونٹ میں آپ رسول اللہ ﷺ کی بیس منتخب احادیث ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ پڑھیں گے، جن سے آپ کے دینی علم میں اضافہ ہو گا اور آپ ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے بغور مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ :

1- رسول اللہ ﷺ کی بیس منتخب احادیث کا متن یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ اور تشریح بھی کر سکیں۔

2- ایمان لانے کے بعد عزم و ہمت اور استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی اہمیت واضح کر سکیں۔

۳- اہم معاشرتی آداب جان کر بیان کر سکیں۔

3- حصول علم کی اہمیت واضح کر سکیں۔

۵- دین اسلام میں عہد کی پابندی کے ضروری ہونے کے بارے میں بتا سکیں۔

۱۔ منتخب احادیث

قرآن مجید کی حیثیت بنیادی ہے اور اس کی وضاحت اور تفہیم کے لیے احادیث مبارکہ سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ۚ

"جو چیز رسول اللہ ﷺ تم کو دے دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ"۔

(الحشر:۷)

یہاں ہم آپ کے مطالعے کے لیے بیں (۲۰) منتخب احادیث ترجمہ و تشریح کے ساتھ دے رہے ہیں۔ انہیں بغور پڑھنے سے جہاں آپ کو اس کتاب کو سمجھنے میں مدد ملے گی وہاں آپ کو اپنے اعمال کی اصلاح اور معاشرے کے بہتر اور باعمل مسلمان بننے میں مدد ملے گی۔

۱۔ ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمْ))

ترجمہ : "کہو میں اللہ پر ایمان لایا' پھر اس پر ثابت قدم رہ"۔

تشریح:

اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان زبان سے اقرار کا نام نہیں ہے بلکہ اس یقین کو کہا جاتا ہے جو انسان کے رگ و ریشے میں رس بس جاتا ہے اور اس کا ہر عمل اس ایمان کو تقویت پہنچانے اس نور کو منور کرنے اللہ و رسول ﷺ کے احکامات کی بے جھجک اور بلا چون وچرا پیروی کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے ثابت قدمی ہی اسلام کی اصل بنیاد ہے اور مسلمان اپنے ایمان اور یقین پر اس طرح پختہ ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے قدم اکھاڑ نہ سکے۔ ثابت قدمی ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پختہ یقین والا ہی اللہ کے فضل و کرم کا حق دار ہے۔ کیونکہ اس نے ہر سخت مشکل وقت میں بھی ہمت نہیں چھوڑی اور دین و دنیا کی آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

۲۔ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُّؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرُبِ الدُنْيَا نَفَّسَ الله عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

"جس شخص نے ایک مومن کی دنیاوی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کیا 'اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن اس کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کرے گا"۔

تشریح :

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کا بہترین انداز میں سبق دیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ یہ رشتہ بھائی چارے کا ہے۔ اس رشتے کے تعلق سے انسانی ہمدردی کے اظہار کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی تکلیفوں، پریشانیوں غموں اور رنج و مشقت کو دور کرنے کی کوشش کرے اور ہر وقت دوسروں کی ہمدردی کا خیال رکھے۔ اس لیے کہ اس کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں انسان کو ملے گا۔ آخرت جہاں ہر شخص پریشانی کے عالم میں ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیفوں اور رنج و مشقت کو اس طرح دُور کرے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔

۳۔ ((اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ))

"اچھی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے"۔

تشریح :

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے ساتھ اچھی بات شیریں انداز میں کرنا اس کے دل کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کے دل کو خوش کرتا بلاشبہ بڑی نیکی ہے۔ یہ نیکی کی ایک ایسی قسم ہے جس پر بندہ اجر کا حقدار ہوتا ہے۔

۴۔((لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي))

ترجمہ : "رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے"۔

تشریح:

لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا یعنی رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ اس کو اپنی رحمت سے دور اور رحم کی نگاہ سے محروم رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی پر بھی لعنت بھیجی جو رشوت کے لین دین میں معاون بنتا ہے۔ رشوت سے ظالم کی حوصلہ افزائی اور مظلوم کی رسوائی ہوتی ہے اور عدل و انصاف قائم نہیں رہ سکتا۔

۵۔((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْلَا خِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

ترجمہ: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے ہمسائے یا بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں ہمسائے اور مؤمن بھائی کی خیر خواہی اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی تلقین کی گئی ہے۔ کہ جو چیز تم اپنے لیے چاہتے ہو وہی اپنے ہمسائے اور مسلمان بھائی کے لیے بھی چاہو۔ مراد یہ ہے کہ معاشرے میں خیر خواہی اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کیے جائیں اور دوسروں کی آسائشوں اور سہولت کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ان جذبات اور احساسات کو دین میں شامل کیا گیا ہے اور ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

۶۔لا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ

ترجمہ: ”کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر وہ خود وہاں بیٹھ جائے“۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں آدابِ مجلسی سکھاتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی شخص مسجد میں یا کسی محفل میں پہنچے تو بعد میں آنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پہلے آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے اگر کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی پینے یا کسی اور ضرورت سے چلا گیا ہے تو اس کی جگہ پر بیٹھنے کا حقدار وہی ہے کسی اور کو اس کی جگہ پر بیٹھنا نہیں چاہیے، بلکہ جب کوئی آدمی مسجد یا مجلس میں آجائے تو بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے والوں کے لیے جگہ کھلی کر دیں اور کھل کر بیٹھیں تا کہ اور آنے والے بھی بیٹھ سکیں۔

۷۔ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ))

ترجمہ: ”جب تم میں سے کوئی شخص کچھ کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب کچھ پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے“۔

تشریح :

یہ حدیث اپنے معنی و مفہوم میں واضح ہے۔اسلامی تہذیب یہ ہے کہ کھانے پینے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کریں۔ بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت ہے۔ شیطان غیر اسلامی روایات اپناتا ہے۔ کھانے پینے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنا اسلامی روایات کے بالکل خلاف ہے۔ ہر قوم اور ملت کی اپنی تہذیبی و ثقافتی روایات ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی روایات اور دستورِ زندگی کو اپنائیں اور غیر اسلامی ثقافت اور روایات سے بچنے کی کوشش کریں اور شیطان جو کہ انسان کا کھلا دشمن ہے اس کی مخالفت کریں۔

۸۔ ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلاثَةً فَلا يَتَنَاجى اثْنَانِ دُونَ الآخَرِ))

ترجمہ ''جب تم تین ہو تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں''۔

تشریح:

اس حدیث میں جناب نبی اکرم ﷺ نے مجلس کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ :"اگر تین آدمی ہوں اور دو آدمی آپس میں سرگوشی کرنے لگیں اور تیسرے کو الگ تھلگ رکھیں تو وہ تیسرا اس بات کو برا محسوس کرے گا۔اس کے ذہن میں باتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ سمجھے گا کہ ان دو کو مجھ پر اعتماد نہیں۔اس لیے انھوں نے مجھے الگ کر دیا ہے یا وہ دل میں کہے گا کہ کہیں یہ دونوں میرے خلاف کوئی سازش تو نہیں کر رہے ہیں''۔

۹۔ ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقِلَيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))

ترجمہ:''چھوٹا بڑے کو سلام کہے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو سلام کریں''۔

تشریح:

اس حدیث میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے میل میلاپ کے آداب سکھائے ہیں کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے ۔اس ہدایت میں بڑے کے احترام اور عزت کا خیال رکھا گیا ہے۔ بڑے اور عمر رسیدہ کا حق ہے کہ چھوٹے اسے ''السلام علیکم'' کہیں۔ حضور ﷺ تعلیم و تربیت کی خاطر اکثر اوقات بچوں کو خود پہلے سلام کہتے تھے۔اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔اس میں بھی

یہ حکمت ہے کہ پیدل چلنے والا سوار غرور و تکبر کا شکار نہ ہو جائے۔

۱۰۔ ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ))

ترجمہ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

تشریح:

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے علم کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ علم مومن کی میراث ہے 'اس کو حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں مرد اور عورتیں بھی شامل ہیں۔

علم سے مراد کسی چیز کا جاننا اور پہچاننا ہے۔ زندگی میں نفع دینے اور نقصان پہنچانے والی چیزوں میں فرق صرف علم ہی سے ہو سکتا ہے۔ علم ہی نیکی و بدنی جزا اور سزا وغیرہ میں امتیاز پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ علم کے بغیر ہم اللہ کو بھی نہیں پہچان سکتے۔ سب سے پہلی وحی میں علم ہی کا ذکر ہے۔ اس لیے علم اور حکمت جہاں سے بھی ملے انہیں حاصل کیا جائے۔

۱۱ ۔ ((لَا إِیْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهٗ)

ترجمہ: ''جس شخص میں امانت نہیں وہ ایمان دار نہیں''۔

تشریح:

اس حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ایک ایسی صفت کا ذکر فرمایا ہے کہ جس کے بغیر ایمان میں خلل آجاتا ہے۔ یہ صفت امانت ہے۔ امانت خیانت کی ضد ہے۔ امانت کی صفت جس شخص میں ہوتی ہے وہ کسی حقدار کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ چاہے خدا اور رسول کا حق ہو، چاہے ماں باپ عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کا حق ہو' عام مسلمانوں کا ہو یا عام انسانوں کا، دوستوں کا ہو خواہ دشمنوں کا، انسانوں کا ہو چاہے جانوروں کا۔ ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے۔ مومن کو لازمی طور پر امانت دار ہونا چاہیے کیونکہ لین دین کے معاملات میں جو جو ہر بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ امانت اور دیانت داری ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے معاملات اور کاروبار میں ایمان دار ہو۔

۱۲۔ ((لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ))

ترجمہ: ''جس شخص میں عہد کی پابندی نہیں، اس میں دین نہیں''۔

تشریح:

اس حدیث میں ایک ایسی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس پر ہمارے دینی اور دنیاوی معاملات کا دار و مدار ہے۔ یہ

خوبی عہد کی پابندی ہے۔

لوگ عام طور پر عہد کے معنی صرف قول و قرار کے لیتے ہیں، لیکن اسلام کی نظر میں اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں بندہ کے اخلاق معاشرت اور معاملات کی وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن کی پیروی انسان پر شرعی، عقلی، قانونی اور اخلاقی طور پر فرض ہے اور ان کو نبھانا اور پورا کرنا ایک سچے انسان کی نشانی ہے۔

حدیث کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جب عہد میں تمام باتیں شامل ہیں تو پھر اس کی پابندی نہ کرنا بے دینی ہے۔ اس شخص کا کوئی دین مذہب نہیں ہے جس کو وعدے کا پاس نہیں ہے۔

۱۳۔ ((اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ))

ترجمہ: ''حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے''۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے حیا پر زیادہ زور دیا ہے۔ حیا در اصل انسانی طبیعت کی اس کیفیت کا نام ہے کہ ہر ناپسندیدہ اور نامناسب عمل سے نفرت ہو اور اس پر عمل سے دکھ اور شرمساری ہو۔ شرم و حیا کو انسان کی سیرت سازی میں بہت زیادہ دخل ہے۔ یہی وہ خوبی ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ حیا اور ایمان میں ایک گہرا تعلق ہے۔ اگر کسی شخص میں سے ایک خوبی کو اٹھالیا جائے تو دوسری بھی اُٹھ جائے گی اس لیے یا تو یہ دونوں خوبیاں ہوں گی یا دونوں نہ ہوں گی۔

۱۴۔ (إن الصِّدْقَ يُنْجِي وَالْكَذِبَ يُهْلِكُ)

ترجمہ: سچ آدمی کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑ لو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچادیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ سچ بولنے والوں میں شمار ہونے لگتا ہے اور وہ نجات پا جاتا ہے۔

جھوٹ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے اس لیے جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو برائی کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور برائی اس کو دوزخ تک پہنچادیتی ہے اور آدمی جب جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا

ہے توانجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

۱۵۔ ((اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ))

ترجمہ: ''آپس میں سلام پھیلاؤ''۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے محبت کریں اور محبت سے پیش آئیں۔ یہ ان کے ایمان اور اسلام کا مطالبہ ہے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ ان کے آپس میں سلام کرنے کا رواج ہو جائے۔ اس لیے فرمایا کہ آپس میں السلام علیکم کو رواج دو۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر اس شخص کو سلام کہو جس کو جانتے ہو یا جس کو نہیں جانتے ہو۔

سلام کے معنی ''رحمت'' کے ہیں۔ جب کوئی آدمی یہ محبت کا جملہ کسی سے کہتا ہے تو گویا اس سے کہتا ہے کہ بھائی تمھارے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے۔ اور وہ بھی اس کے جواب میں خیر و برکت کی دعا دیتا ہے۔ یہ کلمہ کہنے کے ساتھ اس بات کا اعلان بھی ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو۔ میری طرف سے لڑائی جھگڑا، مال کا چھینتا اور بے عزتی کا خطرہ محسوس نہ کرو۔ اور دوسرا شخص بھی یہی اعلان کرتا ہے یوں دونوں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حکم ہوتا ہے ''السلام علیکم'' سے خود اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی مطمئن کرو۔

۱۶۔ ((خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ))

ترجمہ: ''تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور اس کی تعلیم دے''۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآنی علوم سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے اور قرآن کی تعلیم اور تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔ کیونکہ اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا بندوں کے ہاتھوں میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو گے اور اس سے راہنمائی حاصل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

۱۷۔ ((أَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ إِیْمَاناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا))

ترجمہ: ''مسلمانوں میں زیادہ کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں''۔

تشریح:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے کامل ہونے کا دارومدار حسنِ اخلاق پر ہے۔اس لیے جس کے اخلاق جتنے اچھے ہوں گے،اسی لحاظ سے اس کا ایمان بھی کامل ہوگا۔
یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کا ایمان جتنا کامل ہوگا اسی نسبت سے اس کے اخلاق بلند ہوں گے۔یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو ایمان کی نعمت تو حاصل ہو لیکن اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں۔کیونکہ ایمان اور اخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس کے اخلاق لازمی طور پر بہت اچھے ہوں گے اس لیے کہ ہر عمل اور ہر نیکی کے لیے ایمان گویا روح کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۸۔ ((اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ))

ترجمہ: ''تم زمین پر بسنے والی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔

تشریح:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے زمین میں بسنے والی اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق پر رحم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جس میں انسانوں کے تمام طبقوں کے علاوہ جانور،درخت اور سبھی مخلوقات بھی شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رحمت ان ہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا جذبہ ہو اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبہ سے بالکل خالی ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں۔

۱۹۔ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))

ترجمہ: ''چغل خور آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث شریف میں ایک ایسے سنگین جرم اور عظیم گناہ (چغل خوری) سے بچنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس کی وجہ سے آدمی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔یہ ایک ایسی گندی اور شیطانی عادت ہے جو آدمی کے جنت میں جانے سے رکاوٹ بنے گی۔چغل خور پورے معاشرے کی بربادی اور تباہی کا سبب بنتا ہے وہ چغلیاں کھا کھا کر دوستوں میں پھوٹ ڈلواتا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بدنام اور پریشان کرتا ہے اور لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔چونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اس لیے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا،ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف کر کے یا اس کے جرم کی سزا دے کر اسے پاک کر دے تو اس کے بعد داخلہ ہو سکے گا۔

۲۰۔ ((مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ))

ترجمہ: ''جس شخص نے ضرورت کی چیز روک لی تو وہ گنہ گار ہے''۔

تشریح:

احتکار کا معنی ہے ضرورت کی چیزوں کو روک لینا اور بازار میں نہ لانا قیمتوں کے خوب بڑھنے کا انتظار کرنا اور جب قیمتیں خوب چڑھ جائیں تو مال کو باہر نکالنا اور خوب پیسہ کمانا۔ یہ ذہنیت ایسے تاجروں کی ہوتی ہے جنھیں خدا کا خوف اور مخلوق خدا کا احساس بالکل نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس رجحان سے روکا کیونکہ ایسا کرنے سے آدمی سنگدل اور بے رحم ہو جاتا ہے جب کہ اسلام بنی نوع انسان کے لیے رحمت و شفقت کا معاملہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ :

''جو شخص ضرورت کی چیز کو وقت پر بازار میں لاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہے لیکن جو شخص مہنگا ہونے کی خاطر روک لیتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے کیونکہ اسے چیز کے سستے اور نرخ کم ہونے سے غم ہوتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو وہ خوش ہوتا ہے''۔

۱.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ایک حدیث کس کو لکھ کر دی گئی؟

۲۔ حضور اکرم ﷺ ہر بات کو تین تین بار کیوں دہراتے تھے؟

۳۔ سننِ نسائی کن کی تالیف ہے؟

۴۔ سننِ ابن ماجہ میں احادیث کی تعداد کتنی ہے؟

۵۔ امام مسلم کا پورا نام کیا تھا؟

۶۔ صحیح بخاری کتنے سال میں مکمل ہوئی؟

۷۔ امام بخاری نے کہاں وفات پائی؟

۸۔ امام ابو داؤد کا پورا نام کیا ہے؟

۹۔ امام نسائی نے کتنی عمر پائی؟

۱۰۔ مکمل کریں۔

(الف) قُلْ آمَنتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ ....

(ب) الْكَلِمَةُ .... صَدَقَةٌ ....

(ج) يُسَلِّمُ .... عَلَى الْكَبِيْرِ

(د) طَلَبُ الْعِلْمِ .... عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

(ہ) لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا .... لَهٗ

(د) اَلْحَيَاءُ .... مِّنَ الْإِيْمَانِ

۱۱۔ خالی جگہ پر کریں۔

(الف) سچ آدمی کو نجات دیتا ہے اور .... ہلاک کر دیتا ہے۔

(ب) آپس میں .... پھیلاؤ

(ج) .... جنت میں داخل نہیں ہو گا

(د) پیدل چلنے والا .... کو سلام کرے۔

جوابات

خود آزمائی نمبر ۴

۱۔ ابو شاہ۔

۲۔ تا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۳۔ امام عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی۔

۴۔ چار ہزار

۵۔ مسلم بن حجاج قشیری۔

۶۔ ۱۶ سال۔

۷۔ بخارا میں۔

۸۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

۹۔ ۸۸ سال۔

۱۰۔ (الف) استقم (ب) الطيبة (ج) الصغير (د) فريضة
(ہ) امانة (و) شعبة

۱۱۔ (الف) جھوٹ (ب) سلام (ج) چغل خور (د) بیٹھے رہو

یونٹ نمبر ۵

اسلامی عقائد

تحریر :پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی
نظر ثانی: منزہ خانم اسسٹنٹ پروفیسر

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	۸۳
	یونٹ کے مقاصد	۸۴
ا۔	اسلامی عقائد	۸۵
	ا.ا۔ ایمان اور عقیدہ	۸۵
	۲.ا۔ عقائد	۸۵
۲۔	توحید	۸۶
	ا.۲۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان	۸۶
	۲.۲۔ شرک اور اس کی اقسام	۸۹
	۲.۳۔ عقیدہ توحید کے اثرات	۹۰
۳۔	خود آزمائی نمبر ا	۹۲
۴۔	آخرت پر ایمان	۹۳
	ا.۴۔ عقیدہ آخرت کی اہمیت	۹۴
	۲.۴۔ عقیدہ آخرت برائی سے روکتا ہے	۹۴
	۳.۴۔ عقیدہ آخرت نیکی کی ترغیب دیتا ہے	۹۵
	۴.۴۔ آخرت کی زندگی کے دو مرحلے	۹۵
۵۔	رسالت و نبوت پر ایمان	۹۶
۶۔	کتابوں پر ایمان	۹۹
	ا.۶۔ قرآن حکیم کی خصوصیات	۱۰۰
۷۔	فرشتوں پر ایمان	۱۰۱
۸۔	خود آزمائی نمبر ۲	۱۰۲
۹۔	وجوابات	۱۰۳
	ا.۹۔ خود آزمائی نمبر ا	۱۰۳
	۹.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲	۱۰۳

یونٹ کا تعارف

انسانی اعمال کا دار و مدار اس کی سوچ اور ارادے پر ہے۔ سوچ جب بہت پختہ ہو تو اسے عقیدہ کہتے ہیں۔ عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو روئے زمین پر بھیجا تو اسے یونہی تاریکی میں بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑ دیا بلکہ یہ بتایا کہ تمھارے پاس میری طرف سے گاہے بگاہے ہدایت آتی رہے گی چنانچہ انسان کو بنیادی ہدایات ہر دور میں ملتی رہیں۔ ہدایت کا ایک سرچشمہ انسان کی اپنی فکر بھی ہے۔انسان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ اللہ کو نہ مانے اور پھر کائنات کے تمام سوالوں کے جواب دے سکے۔ قدم قدم پر ایسے سوالات سامنے آتے ہیں جن کا ایک بنیادی جواب ہے اور وہ ہے اللہ پر ایمان۔

اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ یہ زندگی جو تم اس وقت دنیا میں گزار رہے ہو درحقیقت تمھارے لیے امتحان کی زندگی ہے، اس زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اگر تم اس مہلت کو بہتر طرح استعمال کر سکے تو اس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہو اور اگر تم نے اس کی قدر نہ کی اور اسے ضائع کر دیا۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایات پر کان نہ دھرا تو ہمیشہ کی ناکامی تمھارا مقدر ہے۔

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ رسول اور نبی بھیجتا رہا جو اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو جو اس نے اپنی مقدس کتاب میں نازل کیے عملی طور پر لوگوں کو سمجھاتے رہے اور وہ سب کام کر کے دکھاتے رہے جو بغیر رہنمائی کے سمجھ نہیں آتے۔

یہ وہ بنیادی عقائد ہیں جن پر ایمان کا دار و مدار ہے اس یونٹ میں انھیں عقائد کے بارے میں آپ پڑھیں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

۱۔ عقیدے کا مفہوم بیان کر سکیں۔

۲۔ توحید کا مطلب عقیدہ توحید کی اہمیت، شرک کی اقسام اور عقیدہ توحید کے اثرات پر سیر حاصل تبصرہ کر سکیں۔

۳۔ عقیدہ آخرت کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈال سکیں۔

۴۔ نبوت اور رسالت کا مفہوم بنا سکیں، رسولوں کی بعثت کے مقصد الہامی کتابوں کی ضرورت اور قرآن حکیم کی خصوصیات پر مضمون قلم بند کر سکیں۔

۵۔ فرشتوں کے مختلف کام گنوا سکیں۔

۱۔ اسلامی عقائد

۱.۱۔ایمان اور عقیدہ

جو ہدایات اور احکام اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ کی طرف سے لائے ہیں ان پر دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔

عقیدہ کا لفظ عقد سے بنا ہے اس کے معنی ہیں گرہ لگانا۔ جب کسی چیز کا یقین دل میں اس طرح بیٹھ جائے جیسے گرہ لگ جاتی ہے یعنی یقین بہت پختہ اور مضبوط ہو تو اسے عقیدہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے سے انسانوں کو جو ہدایات اور احکام دیئے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ایک وہ جن کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جنھیں ہم ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، قیامت اور آخرت، فرشتوں پر یقین۔ ان کو عقائد کہتے ہیں۔ دوسرے وہ احکام جن کا تعلق ہمارے اعمال سے وہ ہے جیسے نماز، روزہ خرید وفروخت اور نکاح وطلاق وغیرہ کے احکام ان کو اعمال کہا جاتا ہے۔ مگر ایمان لانے اور یقین کرنے کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

۲.۱۔عقائد

عقائد عام طور پر ان چیزوں پر ایمان لانے کو کہتے ہیں جنھیں ہماری ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں بلکہ ان کا علم ہمیں وحی کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ وحی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے تمام انبیاء پر نازل کی اور وحی کی تکمیل خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی پر ہوئی۔ اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک وحی کا نزول نہیں ہو سکتا۔ وحی کے ذریعے ہمیں عالمِ غیب کے جن حقائق کا علم ہوا وہ یہ ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات۔

۲۔ آخرت.......................... قبر کی زندگی سے لے کر قیامت اور جنت و جہنم کے فیصلے تک

۳۔ ملائکہ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی کتابیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے رسول۔

ان سب باتوں پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ یہی بنیادی عقائد ہیں جن کا ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے بار بار ان پانچ چیزوں پر یقین رکھنے کی تاکید کی ہے۔

وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلْكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّۦنَ

''لیکن نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب پر اور انبیاء پر''۔ (البقرہ(۱۷۷)

اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی ایمان نہ لائے یا ان کا انکار کرے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا

''جو شخص اللہ تعالیٰ کا اس کے فرشتوں کا اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ بڑی زبردست گمراہی میں ہے''۔(النساء:۱۳۶)

۲۔ توحید

۲.۱۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار انسان کے ذہن میں اس طرح موجود ہے کہ شاید ہی کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کیا ہو گا جو چند لوگ کا خدا کے منکر ہوئے ہیں ان کے ذہن کے بھی کسی نہ کسی گوشے میں خدا کا تصور موجود ہوتا ہے اور وقت آنے پر اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

مکے کے کافر بھی یہ مانتے تھے کہ بڑے بڑے کام اللہ تعالیٰ نے خود کیے ہیں مثلاً زمین و آسمان اس نے پیدا کیے، سورج، چاند اور ستارے اس نے بنائے، بارش وہ برساتا ہے، زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہے۔البتہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اس کا نظام چلانے کا کام اس نے فرشتوں، کچھ نیک لوگوں اور دیوی دیوتاؤں کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ سوچ کر لوگ خدا کو چھوڑ کر انھی کی عبادت کرنے اور ان کو راضی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح شرک کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ قرآن حکیم نے اس خیال کی سختی سے تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ کائنات پیدا بھی اسی نے کی ہے اور اس کا سارا نظم و نسق بھی وہی چلاتا ہے۔اس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔

أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ

ترجمہ: اچھی طرح سن لو اسی نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور وہی اسے چلا رہا ہے۔ سارے معاملات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ (الاعراف: ۵۴)

آیت الکرسی ہم میں سے ہر ایک کو یاد ہوتی ہے۔ آیئے اسے ایک بار پھر دہراتے ہیں اور اس کے ترجمے پر غور کرتے ہیں جس سے ہمیں معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں کیا عقیدہ دیا ہے۔

ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ

''اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ ہے اور ساری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ اس کو نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ہے وہ سب کچھ جو زمین و آسمان میں ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے۔ وہ ان کی اگلی پچھلی ہر بات سے واقف ہے۔ لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ ہاں! جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حفاظت اسے عاجز نہیں کرتی۔ اس کی ذات بہت بلند ہے۔ بے پناہ عظمت والی ہے''۔ (البقرہ: ۲۵۵)

توحید کا یہی تصور سورۂ اخلاص میں ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤

''کہہ دو اللہ اکیلا ہے وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، اس کی کوئی اولاد نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ شریک''۔

قرآن حکیم نے بار بار اور مختلف انداز میں توحید کے اس تصور کو ذہن نشین کرایا۔ عام طور پر انسان نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے واسطوں اور وسیلوں کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسانی

ذہن کی اس الجھن کو صاف کر دیا۔

مَّا يَفْتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَاۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِ

"اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ لوگوں کے لیے کھول دے تو اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور اگر وہ بند کر دے تو اسے کوئی کھول نہیں سکتا"۔(الفاطر: ۲)

اگر توحید کا یہ تصور پختہ ہو جائے تو انسان کی زبان بے اختیار پکار اٹھتی ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

"اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں؟

قرآن اور حدیث میں اللہ تعالیٰ کے کئی نام گنوائے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ قرآن مجید نے کہا ہے کہ اللہ کے بہت سے خوبصورت نام ہیں، ان ناموں سے اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ ذیل میں چند ایک نام دیئے جاتے ہیں جن سے اس شک کو دور کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں کسی کے ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے۔

الاحد، الواحد	اکیلا، ایک
الرحمن الرحیم	بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا
الرب	پرورش کرنے والا۔ رب کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ کسی بھی چیز کے آغاز سے انتہا تک جن جن چیزوں کی جس مقدار میں ضرورت ہو وہ سب کچھ عطا کرنا ربوبیت ہے۔
الخالق	پیدا کرنے والا
الباری	پیدا کرنے کے بعد اس میں خوبصورتی پیدا کرنے والا
المعز	عزت دینے والا
المذل	ذلیل کرنے والا
السَّمِیع	ہر بات سننے والا
البصیر	ہر چیز دیکھنے والا
الصمد	جو سب سے بے نیاز ہو اور ہر کوئی اس کا محتاج ہو، جس کے پاس ساری ضروریات پیش

	کی جائیں، جس پر پورا اعتماد اور بھروسہ کیا جائے۔
القادر	ہر چیز پر قدرت رکھنے والا
النافع	نفع دینے والا
الضار	نقصان پہنچانے کی قدرت رکھنے والا
الحی	ہمیشہ زندہ رہنے والا
القیوم	ساری کائنات کو تھامنے والا
السلام	ہر عیب اور نقص سے پاک

اگر اللہ تعالیٰ کے ان خوبصورت ناموں کے معانی کو ذہن نشین کر لیا جائے تو توحید کا تصور اچھی طرح دل میں بیٹھ جاتا ہے اور شرک کے تصور کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

۲.۲۔ شرک اور اس کی اقسام

قدیم ترین زمانے سے آج تک تمام مشترک اقوام بڑے قادر وخالق خدا کو مانتی رہی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ لوگ یہ بھی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے کچھ فرشتوں اور نیک لوگوں کو مشترک کر لیا ہے۔ مخلوق میں سے کچھ چیزوں کے بارے میں یہ تصور پیدا ہو گیا کہ ان میں بھی نفع، نقصان کی قدرت موجود ہے۔ کچھ لوگ ایسے طاقتور یا مقرب ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے تبدیل کروا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی بات ماننے کا پابند ہے۔ کہیں یہ سمجھا جاتا کہ جس طرح کسی بڑی شخصیت سے بات کرنے اور اپنی درخواست پیش کرنے کے لیے ماتحت عملے کا ذریعہ اختیار کرنا پڑتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی عرض پیش کرنے کے لیے واسطوں اور وسیلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

شرک کی یہی قسمیں رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت رائج تھیں اور آج بھی مشرک قوموں میں ان کا رواج ہے۔ قرآن حکیم نے ان تمام صورتوں کا بار بار مختلف انداز سے ذکر کر کے بتایا کہ اللہ تعالی نے اپنے اختیارات کسی کو نہیں دیے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی، مرضی کے بغیر کسی کو نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے کسی کی سفارش نہیں کر سکتا اور اس کے دربار میں حاضری کے لیے کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر سکتا ہے۔ براہ راست اپنی درخواست پیش کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر سکتا ہے۔ براہ راست اپنی درخواست پیش کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ

سے کہہ سکتا ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔

جب مکہ معظمہ کے مشرکین اپنے بزرگوں کے ساتھ اس طرح (ایسی صفات) کا معاملہ کرتے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا جائز ہے اور انھیں کہا جاتا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ ہم انھیں خدا تو نہیں مانتے بلکہ

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ

''ہم ان کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ یہ نیک لوگ ہم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے''۔

(الزمر: ۳)

قرآن حکیم نے اس کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ آج کچھ لوگ اس طرح کے کاموں کے بارے میں یہی جواب دیتے ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ مسلمان قرآن سے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات، بزرگانِ دین اور اولیاے کرام کی تعلیمات سے دُور ہٹ گئے ہیں اور انھوں نے اپنے جاہلانہ خیالات کو ہی دین سمجھ لیا ہے۔

قرآن حکیم نے شرک کو عظیم ظلم قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں۔

إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

''شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ (لقمان: ۱۳)

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ

''اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دے گا''۔ (النساء: ۱۱۶)

۳.۲۔ عقیدہ توحید کے اثرات

توحید کامل کے معانی یہ ہیں کہ انسان خدا کے سوا کسی قوت کو کارساز اور حاجت روا نہ مانے اور کسی کے ہاتھ میں اپنا نفع اور نقصان نہ سمجھے۔ اس تصور سے انسان ہر قسم کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ توحید درحقیقت انسانی شرف اور عظمت کا سنگِ بنیاد ہے۔ توحید کا عقیدہ یہ واضح کرتا ہے کہ دنیا کی ساری مخلوق کا خالق و کارساز ایک ذات واحد ہے۔ اس کے سامنے ساری مخلوق اور دنیا کی تمام طاقتیں بالکل عاجز ہیں۔ زندگی اور موت صحت اور بیماری، نفع و نقصان سب اسی کے اختیار میں ہے۔ اس میں کسی مخلوق کو کوئی دخل نہیں۔ اس کے حضور میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی سفارش کی

جرات نہیں کر سکتا۔

شرک کا بڑا سبب بعض بر گزیدہ ہستیوں کی عقیدت میں حد سے تجاوز کرنا اور ان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو موجود سمجھنا اور بعض خدائی اختیارات کا حامل قرار دینا ہے۔ قرآن حکیم نے خاص طور پر پیغمبروں کے مقام اور منصب کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے تا کہ کسی کو اس بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔ قرآن حکیم نے جا بجا تمام انبیا اور بالخصوص رسول اکرم ﷺ کے ذکر کے ساتھ آپ کی عبدیت اور بندگی کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔

قرآن حکیم نے بتایا کہ:

۱۔ پیغمبروں نے اپنی امتوں کو بتایا کہ وہ بھی ان کی طرح انسان ہیں۔ (ابراہیم:۱۱)

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی لوگوں کو بتایا کہ میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں البتہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ (الکہف:۱۱۰)

توحید کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو عزت و شرف کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا، کارساز اور نفع و نقصان کا مالک نہیں تو انسان قدرتی طور پر ہر غلامی سے آزاد ہو گیا، کسی کا بندہ اور غلام نہیں رہا۔ قرآن حکیم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت اور برتری عطا فرمائی خشکی اور تری کی تمام چیزیں اس کے تابع کر دیں۔ سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان اس کے کام میں لگا دیئے اور کائنات کی تمام طاقتوں کو جن کی وہ نا سمجھی میں پوجا کرتا رہا تھا اس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ عقیدۂ توحید نے انسانوں میں رنگ و نسل، زبان اور وطن، حسب و نسب، ادنیٰ اور اعلیٰ طبقوں کی بنیاد پر تقسیم ختم کر کے تمام انسانوں کو برابر کر دیا۔ سب انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ مخلوق ہونے میں کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں، ہاں! اگر کوئی شخص برتری حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے تقویٰ اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرے اس کے احکام پر زیادہ سے زیادہ عمل کرے تو دوسرے لوگوں پر برتری حاصل کر لے گا۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ

''بے شک تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پاک باز ہے''۔

(الحجرات:۱۲)

عقیدۂ توحید نے خدا اور بندے کے درمیان سے واسطے اور وسیلے ختم کر دیئے۔ دوسری مذاہب میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اس کا قرب حاصل کرنے اور نجات و مغفرت کے لیے انسانی وسیلوں کی ضرورت تھی۔ ان کے بغیر کوئی انسان

خدا تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ان کی سفارش کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تھی حتی کہ مذہبی رسوم اور عبادات ادا کرنے کے لیے بھی مخصوص مذہبی طبقے کی ضرورت ہوتی تھی۔ دین اسلام میں اس طرح کے واسطے اور وسیلے ضروری نہیں ہیں، نہ کسی کو مغفرت اور نجات کا اختیار ہے نہ کسی کو سفارش اور شفاعت کا۔ مذہبی رسوم ادا کرنے کے لیے کسی مخصوص طبقے کی ضرورت نہیں۔ انسانوں اور خدا کے درمیان صرف نبی کا واسطہ ہے اور یہ وسیلہ اس لیے ضروری ہے کہ نبی پر وحی نازل ہوتی ہے، اسی لیے نبی کا اتباع فرض ہے اور نجات کے لیے اسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک سفارش کی بات ہے تو انبیا علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور مشیت سے سفارش فرمائیں گے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ إِذْنِهِۦ

''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا''۔ (یونس: ۳)

نجات اور مغفرت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ

''اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے''۔ (آل عمران: ۱۳۵)

عقیدۂ توحید کا ایک اثر یہ ہے کہ ہر شخص خود ہی اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ نجات کا دار و مدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار آتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے جس نے اچھے اعمال کیے اس کا فائدہ اس کو ہے جس نے گناہ کیے اس کا نقصان اسی کو ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

''کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔ (الانعام: ۱۶۴)

۳۔ خود آزمائی نمبر ا

۱۔ عقیدہ کا لفظی معنی کیا ہے؟

۲۔ عقائد کن چیزوں پر ایمان لانے کو کہتے ہیں؟

۳۔ عقائد میں کتنی چیزیں شامل ہیں؟

۴۔ آیت الکرسی زبانی یاد کریں۔

۵۔ سورۂ اخلاص میں کتنی آیات ہیں؟

۶۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کا ترجمہ لکھیں۔

۷۔ آپ کسی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے جو صفاتی نام ہیں ان میں سے کوئی سے پانچ نام لکھیں۔

۸۔ ترجمہ کریں۔

(الف) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

(ب) مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ

۹۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کون سفارش کر سکے گا؟

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا کون ہے؟

۱۱۔ ترجمہ کریں۔

(الف) وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ

(ب) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

۴۔ آخرت پر ایمان

عقیدۂ توحید کے بعد دوسری اہم چیز جس پر ہر مسلمان کو ایمان لانا اور اس پر پختہ یقین رکھنا ضروری ہے وہ عقیدۂ آخرت ہے۔ آخری کا معنی ہے بعد میں آنے والی چیز۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا ہے دنیا کے معنی ہیں قریب والی چیز۔ جو ہماری موجودہ زندگی ہے یہ قریب ہے۔ اس وقت ہم اس میں سے گذر رہے ہیں اس لیے اس کو دنیا کہتے ہیں اور جو اس زندگی کے بعد آنے والی زندگی ہے اس کو آخرت کہتے ہیں۔

دنیا اور آخرت کی زندگیوں میں فرق یہ ہے کہ یہ چند روزہ ہے اور وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ دوسرے یہاں عمل ہے حساب کتاب نہیں ہے وہاں حساب کتاب ہوگا، عمل نہیں۔ ہماری دنیا کی زندگی امتحان کی تیاری کا عرصہ ہے۔ آپ خود طالب علم ہیں اس لیے آپ جانتے ہیں کہ جو طالب علم امتحان کی تیاری یا پڑھائی کے عرصے میں اپنے وقت کو بہتر طریقے سے استعمال کرتا ہے، اپنی کتاب توجہ سے پڑھتا ہے، اسباق کی تیاری کرتا ہے، امتحان کے لیے سوالات کے جواب یاد کرتا ہے، مشقی اور عملی کام پر پوری توجہ دیتا ہے، اسے امتحان کی کوئی فکر نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی وجہ سے امتحانات

مؤخر ہو جائیں تو وہ پریشان ہوتا ہے کہ اگر بروقت امتحان ہو گئے ہوتے تو میں اگلی جماعت میں چلا گیا ہوتا۔ یہی مثال ہماری دنیا اور آخرت کی زندگی کی ہے۔ ہماری دنیا کی زندگی آخرت کے امتحان کی تیاری کی مہلت ہے۔ یہاں جو کچھ ہم کاشت کریں گے آخرت میں کاٹ لیں گے۔ جو لوگ اس دنیا میں نیکوکار ہیں وہ خدا تعالٰی کی ابدی نعمتوں سے نوازے جائیں گے اور جو لوگ اس دنیا میں برے ہیں وہ خدا کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

الدنیا مزرعة الآخرة

''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''۔

۴.۱۔ عقیدۂ آخرت کی اہمیت

قرآن حکیم نے جس طرح عقیدۂ توحید کا ذکر بار بار کیا اسی طرح عقیدۂ آخرت کے ذکر سے قرآن حکیم کا کوئی صفحہ خالی نہیں ملے گا۔ آدم علیہ السلام سے رسول اکرم ﷺ تک جتنے انبیا تشریف لائے سب نے عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت پر زور دیا۔ درحقیقت آخرت کے عقیدے کے بغیر دوسرے تمام عقائد اور اعمال بے معنی ہو جاتے ہیں۔ فرض کریں انسان کی صرف اسی دنیا کی زندگی ہو اور اسے اچھے اور برے اعمال کی جزا یا سزا کی فکر نہ ہو تو وہ اللہ تعالٰی کو کیوں مانے؟ اچھے کام کیوں کرے؟ ظلم اور برائیوں سے کیوں رکے؟ حرام اور حلال کا فرق کیوں کرے؟ دنیا کی زندگی سرے سے بے معنی ہو جاتی ہے۔ انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ درحقیقت انسان کی انسانیت عقیدۂ توحید و آخرت سے قائم اور وابستہ ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر دین کا کوئی تصور نہیں ہے۔

۴.۲۔ عقید آخرت برائی سے روکتا ہے

توحید کے بیان میں ہم پڑھ چکیہیں کہ اللہ تعامل ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ عادل اور قادر ہے۔ اس دنیا میں ہم بہت سے کام کرتے ہیں جن کا کسی کو علم نہیں ہوتا ان میں اچھے کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اچھے کاموں کی ہمیں کوئی جزا اور برائیوں کی کوئی سزا نہیں ملتی۔ لیکن اللہ تعالٰی ہر چیز سے واقف ہے۔ اس کے علم، اس کی قدرت اور اس کے عدل کا پورا پورا ظہور آخرت میں ہو گا اور وہ ہر چھوٹے بڑے عمل کے بارے میں اس روز فیصد فرمائے گا۔ قرآن حکیم میں ہے۔

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ۝٨

''جو شخص ذرہ برابر اچھا کام کرے گا تو اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا اسے دیکھ

لے گا''۔(الزلزال:۸-۷)

یہی نہیں بلکہ قیامت کے روز انسان کی زبان اس کے ہاتھ، پاؤں، اس کا بدن اس کے اپنے بارے میں گواہی دیں گے۔ جب یہ عقیدہ راسخ ہو کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں اور وہ قادر و عادل ہے۔ یوم جزا کے موقع پر مجھے اس کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر ہونا ہے تو انسان سات پردوں میں چھپ کر بھی گناہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر کبھی بشری تقاضے سے اس سے غلطی ہو جائے تو جب تک رو رو کر اپنے رب سے معافی نہ مانگ لے اور اسے راضی نہ کر لے اسے چین نہیں آتا۔

۴.۳۔ عقیدۂ آخرت نیکی کی ترغیب دیتا ہے

اسی طرح آخرت کا عقیدہ نیکی پر ابھارتا ہے۔ جس طرح ایک طالب علم کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اگر وہ چند سال دن رات محنت کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے تو اس کے بعد ساری زندگی پھر اس کے لیے عزت، راحت اور سکون ہے۔ اسی طرح عقیدۂ آخرت کی بدولت انسان یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی زندگی امتحان گاہ ہے۔ اگر یہ عرصہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزار لیا جائے تو اس کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے حاشیہ خیال میں گذریں۔

۴.۴۔ آخرت کی زندگی کے دو مرحلے

آخرت کی زندگی کے دو مرحلے ہیں:

۱۔ برزخ کی زندگی

۲۔ آخرت کی زندگی

مر کر دوبارہ جی اٹھنے کے بعد کی زندگی برزخ کی زندگی ہے۔ برزخ کی زندگی آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے اگر اس میں نجات ہو گئی تو اگلا مرحلہ آسان ہو گا اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اگلا مرحلہ اور بھی سخت ہو گا۔

آخرت کی زندگی اس وقت شروع ہو گی جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے پھر حساب کتاب ہو گا اور اچھے لوگ جنت میں اور برے دوزخ میں جائیں گے۔

مکہ معظمہ کے مشرکین حیران ہوتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کیسے

اٹھائے جائیں گے؟ قرآن حکیم نے کہا کہ جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا اس کے لیے دوبارہ اٹھانا کون سا مشکل کام ہے۔ تمھارے سامنے ایک تجربہ ہر سال ہوتا ہے۔ خزاں کے موسم میں زمین مردہ ہو جاتی ہے درخت خشک ہو جاتے ہیں، گھاس سوکھ جاتی ہے، پودے بے جان ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔ موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے اور تمام چیزوں میں نئے سرے سے زندگی آجاتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

آخرت کے مناظر جو قرآن حکیم نے بیان کیے ہیں اس قدر ہولناک ہیں کہ انسان کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔اس روز بہن بھائی، ماں باپ، میاں بیوی، اولاد، والدین، قوم قبیلہ سب ایک دوسرے سے لاتعلق ہوں گے۔ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔اگر کوئی چیز کام آئے گی تو اپنے اعمال۔ جن میں سے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔ جو لوگ ایمان والے ہوں گے اور ان کے اعمال اچھے ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ جو کافر مشرک ہوں گے انھیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اس روز رسول اکرم ﷺ اہلِ ایمان کی سفارش کریں گے۔اس سلسلے میں وہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے جو توحید کے بیان میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ سفارش انھی لوگوں کی کی جائے گی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہوگی اس لیے آدمی کو کسی گھمنڈ میں نہیں رہنا چاہیے۔

آخرت پر ایمان کو ہم رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں:

''آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا، تمھیں پتہ ہے مفلس کون ہے؟لوگوں نے کہا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز آئے گا اس کے پاس نمازیں، روزے اور زکوۃ سب کچھ ہوگا لیکن اس نے کسی کو گالیاں دی ہوں گی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اب اس کی نیکیاں ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کے ذمے لوگوں کے حقوق ہوں گے تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے افلاس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۵- رسالت و نبوت پر ایمان

یہ تو آپ جان چکے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ایسے کاموں سے بچیں جن سے وہ ناراض ہو۔ لیکن ہمیں یہ پتہ کیسے چلے کہ اللہ تعالیٰ کن کاموں سے

راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض۔ اللہ تعالیٰ براہ راست ہم سے بات نہیں کرتا۔ ہم اس سے براہِ راست پوچھ نہیں سکتے وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ آخر کیا کیا جائے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی کچھ افراد منتخب کئے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت اور اپنے احکام بندوں تک پہنچائے۔ ان افراد کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ جن افراد سے نبوت اور رسالت کا کام لیتا ہے وہ ہمارے جیسے انسان ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی فطرت اور اپنے اخلاق و کردار کے اعتبار سے ہر زمانے کے سارے انسانوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کے مرتبے کو جو چیز سب سے اونچا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کے لیے احکام نازل کرتا ہے۔

انسانوں کی ہدایت کا یہ سلسلہ اس وقت شروع ہو گیا تھا جب پہلا انسان زمین پر اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے ہدایت آتی رہے گی ہدایت پر چلے گا اسے نہ خوف ہو گا اور نہ غم۔

یہاں تھوڑی دیر رک کر غور کریں کہ دنیا میں انسان کے لیے دو ہی پریشانیاں ہیں۔ ایک تو اسے ماضی کے بارے میں غم ہوتا ہے کہ مجھے فلاں چیز نہ مل سکی یا فلاں چیز کھو گئی' دوسرے اسے مستقبل کے نقصانات کا خوف ہوتا ہے۔ یہی دو پریشانیاں انسان کی زندگی کو وبال بنا دیتی ہیں۔ ان دونوں پریشانیوں سے نجات کا نسخہ پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ میری ہدایت پر چلو تو نہ ماضی کا غم نہ مستقبل کا خوف۔

اس کے بعد اللہ نے ہر قوم اور ہر ملک میں رسول بھیجے۔ یہ سلسلہ ہزاروں سال چلتا رہا اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ سے زائد انبیاء اور رسول وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لیے آئے۔ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ پچیس انبیاء اور رسول ایسے ہیں جن کے نام قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ آیئے ہم بھی ان کے نام جان لیں۔

۱۔	حضرت آدم علیہ السلام	۲۔	حضرت نوح علیہ السلام
۳۔	حضرت ادریس علیہ السلام	۴۔	حضرت ایوب علیہ السلام
۵۔	حضرت یونس علیہ السلام	۶۔	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۷۔	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۸۔	حضرت اسحاق علیہ السلام
۹۔	حضرت یعقوب علیہ السلام	۱۰۔	حضرت یوسف علیہ السلام

۱۱-	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۲-	حضرت ہارون علیہ السلام
۱۳-	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۱۴-	حضرت ذکریا علیہ السلام
۱۵-	حضرت الیاس علیہ السلام	۱۶-	حضرت یسع علیہ السلام
۱۷-	حضرت ہود علیہ السلام	۱۸-	حضرت صالح علیہ السلام
۱۹-	حضرت شعیب علیہ السلام	۲۰-	حضرت لوط علیہ السلام
۲۱-	حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۲۲-	حضرت داؤد علیہ السلام
۲۳-	حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۴-	حضرت عزیر علیہ السلام
۲۵-	حضرت عیسیٰ علیہ السلام		

جب ایسا وقت آگیا کہ دنیا میں ایک بڑی تبدیلی کا آغاز شروع ہوا اور دنیا ایک دوسرے کے قریب ہو گئی۔ سفر اور مواصلات کے ذرائع رسل و رسائل کے ذرائع بڑھ جائیں اور ساری دنیا ایک بڑے شہر میں تبدیل ہو گئی۔ اس تبدیلی کا آغاز ایک آخری پیغمبر کی بعثت سے ہوا جو پوری بنی نوع انسان کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول اور نبی بنا کر بھیجے گئے اور ان پر دین مکمل ہو گیا اور نبوت ختم ہو گئی وہ ہیں حضرت محمد ﷺ۔

اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا تھا لیکن نہیں اور رسول امت کے لیے نمونہ ہوتے ہیں قرآن حکیم میں ہے:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نمونہ ہے"۔(الاحزاب:۲۱)

بنی نوع انسان کے لیے نمونہ وہی ہو سکتا ہے جس کی اپنی ضرورتیں انسانوں کی طرح ہوں اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق پورا کرے۔ فرشتے انسانوں کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کو نہ کھانے کی حاجت ہے نہ پہننے کی۔ ان کے والدین ہیں نہ بیوی بچے۔ ان کو روزی کمانے کی ضرورت ہے نہ خوشی اور غم کا احساس۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گنجائش ہی نہیں تو وہ کیونکر ہمارے لیے نمونہ بن سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے رسول بنائے تاکہ لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ وہ افراد ہیں جن کی تمام ضرورتیں تمھاری طرح ہیں لیکن وہ تمھارے لیے معیار ہدایت اور زندگی گزارنے کا نمونہ ہیں۔

رسالت اور نبوت کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو کسی محنت یا کوشش سے حاصل کی جا سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی اگر چاہے کہ وہ اپنی کوشش سے یہ مقام حاصل کرے تو ایسا ممکن نہیں۔

رسول اور نبی لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی اطاعت اسی طرح ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اور وہی کچھ بتلاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں بتایا ہوتا ہے اس لیے ان کی اطاعت ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ

''جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔ (النسا: ۸۰)

۶۔ کتابوں پر ایمان

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ذریعے تمام انسانوں سے وعدہ کیا تھا کہ تمھارے لیے میری ہدایت آتی رہے گی۔ یہ ہدایت انبیاء کے ذریعے سے بھی آئی اور کتابوں کے ذریعے سے بھی۔ پرانے زمانے میں جو کتابیں نازل ہوتی رہیں وہ ہم تک نہیں پہنچیں۔ ان میں سے اکثر کتابوں کا تذکرہ بھی کہیں نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ آیا ہے کہ یہ باتیں پرانے صحیفوں میں بھی تھیں۔ البتہ قرآن حکیم نے پانچ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ صحف ابراہیم ۲۔ تورات
۳۔ انجیل ۴۔ زبور
۵۔ قرآن حکیم

قرآن حکیم کے علاوہ جو کتابیں نازل ہوئیں ان میں بنیادی عقائد تو وہی تھے جو قرآن حکیم میں ہیں، البتہ بہت سے احکام وقتی اور مقامی ضرورتوں کے پیش نظر دیئے گئے تھے نیز زمانہ گزرنے کیساتھ ان میں لوگوں نے۔ تبدیلیاں کر دیں۔ قرآن حکیم نے ایک تو ان ہدایات کو از سر نو صحیح طریقے سے بیان کیا اور لوگوں نے جو تبدیلیاں کر دی تھیں ان کو نکال کر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو صحیح اور اصل حالت میں پھر سے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے علاوہ ہدایت کا پیغام مکمل اور ابدی شکل میں پیش کیا تا کہ قیامت تک آنے والے لوگ اس سے رہنمائی حاصل کریں۔

قرآن حکیم نے خود کہا ہے کہ وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور جہاں کہیں لوگوں نے ترمیم یا اضافہ کر دیا ہے

اس کو ختم کر کے ان کو اصلی شکل میں پیش کرتا ہے، اس لیے اگر دوسری قومیں اپنی کتابوں پر عمل کرنا چاہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ قرآن حکیم پر عمل کریں کہ یہ کتاب ان کی کتابوں کی تصدیق بھی کرتی ہے اور ان کا جدید ایڈیشن بھی ہے جو ہر طرح کی غلطی سے پاک ہے۔

۱.۶۔قرآن حکیم کی خصوصیات

۱۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب ایک معجزہ ہے۔ اپنی فصاحت و بلاغت، اپنی زبان و بیان، اپنی تعلیمات اور ہدایت کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ پھر اس میں جو کائنات کے حقائق بیان کیے گئے ہیں، آئندہ کے واقعات کی پیش گوئیاں کی گئیں، علوم و معارف کے موتی بکھیرے گئے۔ مختلف علوم پر روشنی ڈالی گئی ان میں سے ہر بات معجزہ ہے۔

۲۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی پہلی اور آخری کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح وہ نازل ہوا۔ اس کتاب کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ

''ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔(الحجر:۹)

۳۔ قرآن حکیم جتنا نازل ہوتا آپ ﷺ اسے لکھوا دیا کرتے، خود زبانی یاد فرما لیتے، صحابہ کرامؓ یاد کرتے، نمازوں میں پڑھا جاتا۔ اسی طرح آج تک امت اسے لکھ پڑھ بھی رہی ہے اور یاد بھی کر رہی ہے۔

۴۔ کوئی بھی کتاب ہو اسے ایک دو بار پڑھنے کے بعد طبیعت اکتا جاتی ہے لیکن قرآن حکیم جتنی بار پڑھا جائے لطف میں اضافہ ہوتا ہے۔

۵۔ یہ واحد کتاب ہے کہ اس کے معانی پر جتنا غور کیا جائے اتنے ہی نئے پہلو سامنے آتے ہیں۔

۶۔ قرآن پاک جتنی تعداد میں چھپتا اور پڑھا جاتا ہے دنیا میں کوئی کتاب اتنی چھپتی ہے نہ پڑھی جاتی ہے۔

۷۔ قرآن حکیم کے دنیا میں جتنے حفاظ ہیں کسی دوسری کتاب کے اتنے حفاظ نہیں ملیں گے۔ اگر خدانخواستہ قرآن حکیم کے سارے نسخے دنیا سے ناپید ہو جائیں تو لاکھوں لوگ اسے دوبارہ چند گھنٹوں میں لکھوا سکتے ہیں۔

۸۔ قرآن پاک عربی میں ہے مگر ہر زبان بولنے والا اسے آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔

۹۔ قرآن پاک انسانوں کی ہدایت کا واحد مستند سرچشمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرمایا۔

۷۔ فرشتوں پر ایمان

اسلامی عقائد میں پانچویں چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے فرشتے ہیں۔ فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہتے۔ ملائکہ مَلک کی جمع ہے۔اس کے معنی پیغام پہنچانے والا ہے۔فرشتے اللہ تعالی کا پیغام اور حکم لے کر دنیا میں آتے ہیں اور ہر کام اس کے حکم کے مطابق انجام دیتے ہیں۔

فرشتوں سے مراد اللہ تعالی کی وہ مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی مگر اللہ تعالی اس کائنات کا نظام چلانے لیے انھیں جو حکم دیتا ہے وہ اسے نافذ کرتے ہیں۔ان کا اپنا کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا وہ بلا چوں وچرا اللہ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ان کی خواہشات ہوتی ہیں نہ آرزوئیں۔وہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت۔ان کی کیفیت یہ ہے کہ :

لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

"اللہ تعالیٰ ان کو جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے"۔(تحریم:٦)

فرشتوں کے مختلف کام ہیں مثلاً:

١۔ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر انسانوں اور دوسری مخلوق کے پاس جاتے ہیں۔

٢۔ وہ روح قبض کرتے ہیں۔

٣۔ وہ خوشخبری لے کر بھی آتے ہیں اور عذاب بھی۔

٤۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے اچھے اور برے اعمال لکھتے ہیں۔

٥۔ کچھ فرشتے انسان کی حفاظت کے لیے ساتھ رہتے ہیں۔

٦۔ کچھ فرشتے ذکر اور علم کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔

٧۔ کچھ فرشتے نیک لوگوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

٨۔ کچھ فرشتے مرنے کے بعد مردے سے سوال جواب کرنے پر مقرر ہیں ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

٩۔ کچھ فرشتے جنت اور دوزخ کے انتظام پر مقرر ہیں۔

١٠۔ کچھ فرشتے عرش کے آس پاس اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔

۱۱۔ کچھ فرشتے ہر وقت عبادت اور تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔

۱۲۔ صبح و شام فرشتوں کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ صبح والے فرشتے شام کو اور شام والے صبح کو اوپر چلے جاتے ہیں۔

فرشتوں کی تعداد کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں البتہ چار فرشتے مشہور ہیں:

(i) حضرت جبرائیل علیہ السلام

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیا کی طرف وحی لے کر آتے ہیں۔

(ii) حضرت میکائیل علیہ السلام

یہ بارش برسانے اور رزق کے ذرائع پر مقرر ہیں۔ ان کے ماتحت بہت سے فرشتے ہیں۔

(iii) حضرت اسرافیل علیہ السلام

یہ صور پھونکیں گے جس سے قیامت آجائے گی اور دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب جی اٹھیں گے۔

(iv) حضرت عزرائیل علیہ السلام

یہ جانداروں کی روح نکالنے پر مامور ہیں۔ ان کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں۔

قرآن حکیم میں صرف جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام کا نام آیا ہے۔ باقی دو فرشتوں کے نام احادیث میں آئے ہیں۔

۸۔ خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ دنیا کا معنی کیا ہے؟

۲۔ آخرت کا کیا معنی ہے؟

۳۔ عربی بتائیں "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"

۴۔ قرآن حکیم نے توحید کے بعد کس عقیدے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔

۵۔ آخرت کی زندگی کے دو مرحلے کون کون سے ہیں؟

۶۔ حدیث کی رو سے مفلس کسے کہتے ہیں؟

۷۔ انسان کی دو پریشانیاں کون سی ہیں؟

۸۔ قرآن حکیم میں کتنے انبیاء کے نام آئے ہیں؟

۹۔ قرآن حکیم میں کتنی آسمانی کتابوں کا تذکرہ ہے؟

۱۰۔ ملائکہ کی واحد کیا ہے؟

۱۱۔ قبر میں سوال و جواب کے لیے آنے والے فرشتوں کو کیا کہا جاتا ہے؟

۱۲۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ذمہ داری کیا ہے؟

۱۳۔ قرآن میں کون سے دو فرشتوں کے نام آئے ہیں؟

۹-جوابات

۹.۱۔خود آزمائی نمبر ۱

۱۔ گرہ لگانا

۲۔ جو چیزیں ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے بتائی ہیں۔

۳۔ پانچ

۴۔ اپنے کسی ساتھی کو سنائیں

۵۔ چار

۶۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

۷۔ الأحد، الرحمن، الرحیم، الرب، السمیع، البصیر

۸۔ (الف) بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۹۔ (ب) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

۱۰۔ متقی

۱۱۔ (الف) الف اللہ تعالیٰ کے سوا کوان گناہ معاف کر سکتا ہے؟

(ب) کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۹.۲۔خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ قریب

۲۔ بعد میں آنے والی

۳۔ الدُّنیامزرعۃالآخرۃ

۴۔ عقیدہ آخرت۔

۵۔ برزخ کی زندگی اور آخرت کی زندگی۔

۶۔ وہ شخص جس نے اچھے اعمال کیے ہوں لیکن لوگوں پر ظلم وزیادتی بھی کی ہو۔ قیامت کے روز اس کے اعمال ان لوگوں کو دے دیئے جائیں جن پر اس نے ظلم کیا اور ان کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے۔

۷۔ ماضی کا غم اور مستقبل کا خوف

۸۔ چھبیس

۹۔ پانچ

۱۰۔ ملک

۱۱۔ منکر نکیر

۱۲۔ قیامت کے روز صور پھونکیں گے۔

۱۳۔ جبرئیل اور میکائیل علیہم السلام

یونٹ نمبر ٦

ارکان اسلام
(نماز۔روزہ)

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی
نظر ثانی : منزہ خانم اسٹنٹ پروفیسر

فہرست

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
یونٹ کا تعارف	۱۰۸
یونٹ کے مقاصد	۱۰۹
۱۔ ارکان اسلام	۱۱۰
۱.۱۔ توحید ورسالت کا اقرار	۱۱۰
۲۔ نماز	۱۱۰
۱.۲۔ نماز کی اہمیت	۱۱۱
۳۔ وضو	۱۱۲
۱.۳۔ وضو کا طریقہ	۱۱۲
۲.۳۔ وضو کے فرائض	۱۱۳
۳.۳۔ فرائض کا حکم	۱۱۴
۴.۳۔ وضو کی سنتیں	۱۱۴
۵.۳۔ مسواک	۱۱۴
۶.۳۔ وضو کے آداب	۱۱۴
۴۔ غسل	۱۱۵
۱.۴۔ غسل کرنے کا طریقہ	۱۱۵
۲.۴۔ غسل کے فرائض	۱۱۶
۳.۴۔ عورت کے بالوں کا حکم	۱۱۶
۵۔ تیمم	۱۱۶
۱.۵۔ تیمم کے معنی	۱۱۶
۲.۵۔ تیمم کے فرائض	۱۱۷

۵.۳۔ تیمم کا مسنون طریقہ	۱۱۷
۵.۴۔ کن چیزوں سے تیمم جائز ہے	۱۱۷
۵.۵۔ تیمم کب کرنا چاہیے	۱۱۷
۶۔خودآزمائی نمبر ا	۱۱۸
۷۔ نماز کے ارکان و شرائط	۱۱۹
۱.۷۔ شرائط نماز	۱۱۹
۲.۷۔ ارکان نماز	۱۱۹
۳.۷۔ نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ	۱۲۰
۴.۷۔ نماز کے بعد کی دعائیں	۱۲۳
۵.۷۔ وتر کی نماز	۱۲۳
۸۔روزہ	۱۲۴
۱.۸۔ روزہ کی فضیلت واہمیت	۱۲۴
۸.۲۔ روزہ کے مکروہات	۱۲۶
۸.۳۔ قضااور کفارہ	۱۲۶
۹۔خودآزمائی نمبر ۲	۱۲۷
۱۰۔جوابات	۱۲۸
۱.۱۰۔خودآزمائی نمبر ا	۱۲۸
۲.۱۰۔خودآزمائی نمبر ۲	۱۲۸

یونٹ کا تعارف

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات کا دار و مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ ایمان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ پانچ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے:

- اللہ پر ایمان
- آخرت پر ایمان
- کتابوں پر ایمان
- رسولوں پر ایمان
- فرشتوں پر ایمان

اعمال صالحہ جنھیں اسلام کے ارکان کہتے ہیں وہ بھی پانچ ہیں :

- اقرار توحید و رسالت
- نماز
- روزہ
- زکوۃ
- حج

اقرارِ توحید و رسالت کے بارے میں تفصیل سے پچھلے یونٹ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ یونٹ ارکان اسلام میں سے نماز اور روزے کے بارے میں ہے۔

نماز کی اس قدر اہمیت ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہو گا۔ نماز کی اہمیت کیا ہے؟ نماز کے مسائل کیا ہیں؟ یوں تو نماز کے بہت مسائل ہیں اگر سارے مسائل لکھے جاتے تو اس کے لیے ایک یونٹ کیا ساری کتاب بھی کافی نہیں تھی۔ اس یونٹ میں آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے تا کہ آپ اس کے مطابق نماز پڑھیں۔

اس کے علاوہ روزے کی اہمیت اور اس کے مسائل پر مختصر گفتگو کی ہے۔ آپ کو ان کے علاوہ کوئی مسئلہ در پیش ہو تو آپ خود کتابوں سے تلاش کریں یا کسی مستند عالم دین سے پوچھیں۔ پڑھنے اور پوچھنے سے علم بڑھتا ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہیے کہ :

۱۔ نماز کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں۔

۲۔ وضو غسل اور تیمم صحیح طریقے سے کر سکیں۔

۳۔ نماز کی شرائط اور ارکان کا خیال کرتے ہوئے پورے آداب کے ساتھ نماز پڑھ سکیں۔

۴۔ روزے کی اہمیت پر تبصرہ کر سکیں۔

۵۔ روزرے کے عام مسائل بیان کر سکیں۔

۱۔ ارکان اسلام

عقیدے کے بعد عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے، جس میں ایک مسلمان کی عملی تربیت ہوتی ہے۔ایمان اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔اگر عمل ایمان کے مطابق نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کمزور ہے۔مثال کے طور پر ہمیں یقین ہے کہ آگ جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔یقین اس قدر پختہ ہے کہ کوئی شخص محض اس خیال سے تجربہ نہیں کرتا کہ شاید اس دفعہ آگ ٹھنڈی ہو جائے یا زہر بے اثر ہو جائے۔اس درجے کے یقین کو ایمان کہتے ہیں۔جب اللہ تعالی اور یوم قیامت پر ایمان پختہ ہو تو آدمی کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔

مسلمان کی عملی زندگی میں چند چیزیں بہت اہم ہیں جو باقی ساری زندگی کا رخ متعین کرتی ہیں،انھیں ارکان اسلام کہتے ہیں اور ان کی تعداد پانچ ہے۔

- اقرار توحید ورسالت
- نماز
- روزہ
- زکوۃ
- حج

۱.۱۔ توحید ورسالت کا اقرار

پچھلے یونٹ میں آپ توحید ورسالت پر ایمان کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔دل سے توحید اور رسالت پر یقین رکھنے کا تعلق عقیدے سے ہے اور زبان سے اقرار کرنا اسلام کا رکن ہے۔جب تک کوئی شخص دل کے عقیدے کا زبان سے اظہار نہ کرے اس وقت تک دوسرے لوگوں کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں کیا ہے۔یہ ضروری ہے کہ آدمی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار اور اعلان کرے۔

۲۔ نماز

اسلامی عبادات میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔عبادت کی روح یہ ہے کہ بندہ خدا کے سامنے انتہائی محبت اور انتہائی پستی کے ساتھ جھک جائے اور اللہ تعالی سے اس طرح ہم کلام ہو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے۔

نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ صلوۃ کے لفظی معنی دُعا کے ہیں۔ نماز کو دُعا اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے بندہ اپنے مالک اور آقا کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے اس کے ذریعے سے بندگی پر قائم رہنے کی دعا مانگتا ہے اور سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق چاہتا ہے۔ گویا نماز بندے کو آقا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور دعا کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے۔

۱۔۲۔ نماز کی اہمیت

یوں تو جتنی عبادتیں اسلام میں فرض کی گئی ہیں وہ سب اپنی جگہ ضروری اور اہم ہیں، مگر نماز کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب اور ہر حالت میں فرض ہے خواہ انسان تندرست ہو یا بیمار، کمزور ہو یا طاقتور، مقیم ہو یا مسافر، حالت جنگ میں ہو یا امن کی حالت میں ہو۔ آدمی کے ہوش و حواس جب تک درست ہیں مرتے دم تک نماز معاف نہیں۔ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر پڑھے۔ اگر لیٹ کر بدن کو حرکت نہ دے سکتا ہو تو اشاروں سے پڑھے۔ غرض کسی حالت میں نماز معاف نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھاؤ اور اگر دس سال کا ہو کر بھی نہ پڑھے تو اسے ڈانٹ کر پڑھاؤ۔

قرآن حکیم میں نماز کی بار بار تاکید آتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔ نماز میں سستی کرنے والوں کو قرآن نے منافق قرار دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ٹھیک سے وضو کیا اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخش دے گا اور اسے جنت میں جگہ دے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی نماز ترک نہیں فرمائی۔ فرض نمازوں کے علاوہ آپ رافل نماز میں اتنی دیر تک پڑھتے تھے کہ نماز پڑھتے پڑھتے آپ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا۔

آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے بنو ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے آیا مگر اسلام قبول کرنے سے پہلے انھوں نے آپ ﷺ سے نماز چھوڑنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا :

''اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں''۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا :

''بندے اور کفر کے درمیان نماز حائل ہے''۔(بخاری و مسلم)

یعنی جس نے نماز چھوڑ دی گویا وہ کفر کی حد میں داخل ہو گیا۔ دوسری حدیث میں ہے:

''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا''۔(بخاری و مسلم)

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ نے وفات سے تھوڑی دیر پہلے صحابہ کرامؓ کو جو آخری وصیت فرمائی وہ یہی تھی کہ نماز کا خیال رکھنا۔

نماز پڑھنے سے پہلے کچھ شرطیں پوری کرنا ضروری ہے۔ انھی شرائط میں سے ایک شرط طہارت ہے۔ طہارت کا معنی ہے پاکی اور صفائی۔ یوں تو اسلام میں ہر وقت پاک صاف رہنے کا حکم ہے لیکن نماز سے پہلے باوضو ہونا ضروری ہے۔ اب ہم آپ کو طہارت کے ضروری مسائل بتائیں گے۔

۳۔ وضو

وضو کا لفظی معنی ہے روشن چہرے والا۔ وضو میں جسم کے چند اعضاء خاص ترتیب سے دھوئے جاتے ہیں۔ وضو کرنے سے جہاں صفائی اور پاکی حاصل ہوتی ہے وہاں اس کی افادیت رسول اکرم ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن میری امت کی ایک خاص پہچان یہ ہو گی کہ ان کے دو اعضاء چمکتے ہوں گے جن کو انھوں نے وضو میں روزانہ پانچ وقت دھویا ہے۔ میں ان کے چہروں اور ہاتھ پیر کی چمک سے ان کو پہچان لوں گا''۔

جو شخص پورے آداب کے ساتھ وضو کرتا ہے اس کے جسم کے تمام چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳.۱۔ وضو کا طریقہ

آنحضرت ﷺ نے نہ صرف وضو کی تعلیم دی بلکہ خود وضو کر کے بھی دکھایا۔ آپ ﷺ سے وضو کا طریقہ جو ثابت ہے وہ یہاں لکھا جاتا ہے۔

وضو کرنے سے پہلے دل میں اس کی نیت کرنی چاہیے۔ پھر بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئے، پھر تین بار منہ میں پانی ڈال کر کلی کرتے وقت مسواک کر لے۔ حدیث میں مسواک کرنے کی

بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرے اور منہ میں پانی لے کر غرارہ کرے کہ حلق تک منہ صاف ہو جائے۔ روزے کی حالت میں غرارہ نہ کرنا چاہیے۔ کلی کرنے کے بعد تین بار ناک میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے صاف کرے۔ پھر اس کے بعد تین بار منہ دھوئے۔ منہ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک جتنا حصہ ہے وہ سب تین بار دھوئے۔ اگر گھنی داڑھی ہو تو انگلیوں سے اس میں خلال کرے تا کہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ ہلکی داڑھی میں تو خود ہی پانی پہنچ جاتا ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھوئے۔ پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوئے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو یا عورتوں کے ہاتھ میں چوڑی ہو تو اس کو ہلا لینا چاہیے تا کہ اس کے نیچے تک پانی پہنچ جائے، اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر خلال کرے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ گردن کا مسح ضروری نہیں ہے۔ مسح کے بعد دونوں پیر ٹخنوں تک تین تین بار دھوئے۔ اس میں بھی ہاتھ کی طرح پہلے اپنا داہنا پیر دھوئے پھر بایاں۔ اور پیر کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈال کر خلال کرے تا کہ پانی کی انگلیوں کے درمیان پہنچ جائے۔

وضو کرتے ہوئے یہ خیال رہے کہ ایک عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ دوسرا عضو خشک ہو جائے۔

وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے :

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

وضو کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس میں بعض چیزیں فرائض کا درجہ رکھتی ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو وضو نہیں ہو گا، جب کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو اگر چھوٹ جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا اچھا نہیں۔ انھیں وضو کی سنتیں کہتے ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ان کو وضو کے آداب یا مستحبات کہتے ہیں۔

۲.۳۔ وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں :

۱۔ پورے منہ کا دھونا۔ ۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

۳۔ سر کا مسح کرنا۔ ۴۔ دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

۳.۳۔ فرائض کا حکم

اگر ان چاروں اعضاء میں سے کوئی عضو بال کے برابر بھی سوکھا رہ جائے گا تو وضو درست نہ ہوگا۔اس لیے وضو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان چاروں اعضاء کو دھوتے وقت کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

۳.۴۔ وضو کی سنتیں

وضو میں پندرہ چیزیں سنت موکدہ ہیں:

۱۔ وضو کی نیت کرنا۔ ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر وضو کرنا۔

۳۔ ہاتھوں کا گٹوں سمیت دھونا۔ ۴۔ کلی کرنا۔

۵۔ مسواک کرنا۔ ۶۔ ناک میں پانی ڈالنا۔

۷۔ داڑھی میں خلال کرنا۔ ۸۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔

۹۔ ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔ ۱۰۔ پورے سر کا مسح کرنا۔

۱۱۔ اس ترتیب سے وضو کرنا جو ترتیب اوپر بتائی گئی ہے۔ ۱۲۔ کانوں کا مسح کرنا۔

۱۳۔ پے در پے اعضاء کا دھونا یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھولیا جائے۔

۱۴۔ اعضاء دھوتے وقت پہلے دایاں عضو دھویا جائے پھر بایاں۔

۱۵۔ ہر عضو کو دھوتے وقت اس کو مل لینا تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

۳.۵۔ مسواک

وضو کے وقت مسواک کرنے کی حدیث شریف میں بہت تاکید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ ہی نے اس پر ہمیشہ عمل فرمایا ہے۔ مسواک کسی درخت کی ہونی چاہیے۔ مثلاً نیم کی، ببول کی یا پیلو کی اگر یہ نہ ملے تو انگلی یا کپڑے سے دانت صاف کر لینا چاہیے۔ ٹوتھ پیسٹ اور برش وغیرہ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

۳.۶۔ وضو کے آداب

وضو کے آداب یا مستحبات یہ ہیں :

۱۔ کسی اونچی جگہ کی اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا تاکہ جسم اور کپڑوں پر چھینٹے نہ پڑیں۔

۲۔ قبلہ رخ ہو کر وضو کرنا

۳۔ وضو کرنے میں بغیر کسی مجبوری کے کسی سے مدد نہ لینا یعنی خود سے وضو کا پانی لینا اور وضو کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص خود سے پانی دے دے یا وضو کے لیے کنویں یا حوض سے پانی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بغیر عذر کے اس کی توقع رکھنا یا انتظار کرنا کہ کوئی اور پانی دے تو وضو کروں، ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ ناک میں اچھی طرح پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے اسے صاف کرنا چاہیے۔

۵۔ وضو کے درمیان باتیں نہ کرتا۔

۶۔ اگر ہاتھ یا پیر میں انگوٹھی یا چھلا یا ناک میں کیل یا کوئی اور زیور ہو تو وضو کے وقت اسے ہلا لینا چاہیے تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ اگر انگوٹھی، چھلا یا چوڑی یا کیل بہت تنگ ہو تو اس کا ہلانا بہت ضروری یعنی واجب ہے۔

۷۔ وضو کے بعد وہ دعا پڑھنا جو اوپر لکھی گئی ہے۔

۸۔ وضو کرتے وقت سلام نہ کرنا چاہیے اگر کوئی کر دے تو جواب دینا بہتر ہے

۴۔ غسل

کبھی طہارت حاصل کرنے کے لیے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اب ہم آپ کو غسل کرنے کا طریقہ بتائیں گے اور یہ بھی کہ غسل کے فرائض کیا ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ان میں سے کوئی چیز چھوٹ گئی تو غسل نہیں ہو گا۔

۴.۱۔ غسل کرنے کا طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت دھوئے پھر جسم پر یا کپڑے پر جہاں نجاست لگی ہو اسے دھو ڈالے پھر پورا وضو کر لے۔ اگر کس تختے یا پختہ زمین پر نہا رہا ہے تو وضو میں پیروں کو بھی دھو ڈالے اور کسی کچی جگہ پر نہا رہا ہے تو پھر پیروں کو آخر میں دھوئے۔ وضو کرنے کے بعد سارے بدن پر تین بار پانی بہائے۔ پہلی بار پانی بہانے کے بعد سارے بدن پر ہاتھ پھیرے تاکہ جسم کا کوئی حصہ سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر دو مرتبہ جسم پر پانی بہائے۔

۴.۲۔ غسل کے فرائض

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں:

۱۔ کلی کرنا

۲۔ ناک میں پانی ڈالنا

۳۔ سارے بدن پر ایک بار اس طرح پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے حتیٰ کہ ناخنوں کے اندر بھی پانی پہنچ جائے۔

۴.۳۔ عورت کے بالوں کا حکم

اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو ایک ایک بال کا دھونا اور ان کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے لیکن اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کی جڑوں میں پہنچ جانا کافی ہے۔ اگر بغیر کھولے بالوں کی جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو ان کا کھولنا ضروری ہے۔

اگر کان ہاتھ یا پیر میں کوئی انگوٹھی یا چھلا یا کوئی تنگ زیور ہو تو نہاتے وقت اس کو ہلا لے تاکہ اس کے اندر کا حصہ خشک نہ رہ جائے۔

غسل میں جتنی چیزیں فرض میں اگر ان میں سے کوئی چیز چھوٹ گئی تو غسل نہ ہو گا یعنی نہانے والا ناپاک ہی رہے گا۔ مثلاً کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے یا پورے بدن میں پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہو گا۔

۵۔ تیمّم

گذشتہ صفحات میں پانی سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اب مٹی کے ذریعہ پاکی حاصل کرنے کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔ خدا کی یہ بڑی نعمت ہے کہ اگر کسی کو پانی نہ ملے یا پانی تو موجود ہو مگر اس کے استعمال سے نقصان پہنچنے یا بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اسے تیمّم کی اجازت دی ہے۔

۵.۱۔ تیمّم کے معانی

تیمّم کے لغوی معنی ارادہ اور قصد کرنے کے ہیں اور شریعت میں پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کے ارادے کو تیمّم کہتے ہیں۔ وضو اور غسل کی طرح تیم میں بھی کچھ چیزیں فرض اور کچھ سنت ہیں۔

۵.۲۔ تیمّم کے فرائض

تیمّم میں تین چیزیں فرض ہیں :

۱۔ نیت کرنا۔

۲۔ دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر منہ پر اچھی طرح پھیرنا تاکہ بال برابر بھی جگہ باقی نہ رہ جائے۔

۳۔ ہاتھوں کو دوبارہ مٹی پر مار کر کہنیوں سمیت ان کو اس طرح ملنا کہ ذرہ بھر جگہ باقی نہ رہ جائے۔

۵.۳۔ تیمّم کا مسنون طریقہ

تیمّم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر تیمّم کی نیت کرے تیمّم کی نیت کا مطلب یہ ہے کہ پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ پھر ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر مارے اور پھر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے۔ اگر ہاتھ میں مٹی زیادہ لگ گئی ہو تو اس کو جھاڑ ڈالے۔ پھر دوبارہ ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر مار کر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت خوب اچھی طرح ملے۔ ہاتھ ملتے وقت پہلے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے ملے پھر بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے ملے۔ منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت ڈاڑھی میں خلال کر لینا بھی سنت ہے۔

وضو اور غسل دونوں کے لیے ایک ہی طرح تیمّم کیا جائے گا اور ایک ہی تیمّم دونوں کے لیے کافی ہے۔

۵.۴۔ کن چیزوں سے تیمّم جائز ہے

پاک مٹی، پتھر، کنکر، ریت، چونا، مٹی کی یا کچی اینٹ 'گیرو مٹی پتھر یا اینٹ کی دیوار اور مٹی کے کچے پکے برتن اگر ان پر روغن نہ چڑھایا گیا ہو۔ اگر کسی لکڑی یا کپڑے اور پاک چیز پر گرد پڑ گئی ہو تو اس سے بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

۵.۵۔ تیمّم کب کرنا چاہیے

تیمّم ہر وقت جائز نہیں ہے بلکہ اس کے جائز ہونے کے لیے ان شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ پانی ایک میل یا اس سے زیادہ دور ہو۔

۲۔ کنواں موجود ہو لیکن اس سے پانی نکالنے کا کوئی سامان نہ ہو۔

۳۔ پانی کے پاس کوئی موذی جانور یا کوئی دشمن ہو کہ قریب جانے پر اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

۴۔ اگر ریل یا ہوائی جہاز یا موٹر پر سوار ہو اور اس پر پانی نہ مل سکتا ہو یا وضو کرنے کا موقع نہ ہو یا اگر کر پانی لینے میں

سواری کے چھوٹ جانے کا ڈر ہو۔ ٹرین وغیرہ پر اگر کوئی پانی میسر نہ ہو تو اگر اس کی دیواروں وغیرہ پر گرد پڑی ہو تو اس پر تیمّم کرنا جائز ہے۔

۵۔ پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھنے یا پیدا ہو جانے یا صحت پر بہت برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو مگر اس سلسلہ میں خواہ مخواہ وہم کی بنا پر تیمّم نہیں کرنا چاہیے۔ تیمّم اس وقت کرنا چاہیے جب مرض بڑھ جانے یا پیدا ہونے کا یقین یا تجربہ ہو۔ مثلاً بعض لوگوں کو جاڑوں میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے نقصان پہنچتا ہے ایسے لوگوں کو گرم پانی سے وضو یا غسل کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہ مل سکے یا اس سے بھی نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ تھوڑا سا پانی ہوا گر اس سے وضو کر لیتا ہے تو پیاسا رہ جائے گا یا کھانے پکانے میں تکلیف کا اندیشہ ہو۔

۷۔ پانی موجود ہو مگر وہ خود اٹھ کر نہ لے سکتا ہو اور دوسرا دینے والا بھی موجود نہ ہو۔

۸۔ وضو یا غسل کرنے میں کسی ایسی نماز کے چلے جانے کا اندیشہ ہو جن کی قضا نہیں ہے مثلاً عیدین، نماز جنازہ ان تمام صورتوں میں وضو یا غسل کے بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ خود آزمائی نمبر ا

ا۔ ارکان اسلام کی تعداد کیا ہے؟

۲۔ ایمان اور اقرار میں کیا فرق ہے؟

۳۔ صلوٰۃ کا معنی کیا ہے؟

۴۔ بچے کو کتنی عمر سے نماز سکھانی چاہیے؟

۵۔ نماز میں سستی کرنے والے کو قرآن مجید نے کیا نام دیا ہے؟

۶۔ وضو کا لفظی معنی کیا ہے؟

۷۔ وضو کے فرائض کتنے ہیں؟

۸۔ وضو کی سنتیں کتنی ہیں؟

۹۔ غسل کے کتنے فرائض ہیں؟

۱۰۔ تیمّم میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟

۱۱۔ کیا وضو اور غسل کے لیے الگ الگ طریقہ ہے؟

۷ ۔ نماز کے ارکان وشرائط

نماز میں تیرہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں کوئی چھوٹ ہو جائے تو نماز نہیں ہو گی۔ ان میں سے سات چیزیں نماز سے پہلے ہیں انھیں شرائطِ نماز کہتے ہیں اور چھ چیزیں نماز کے اندر ہیں انھیں ارکانِ نماز کہتے ہیں۔

۱.۷۔ شرائطِ نماز

شرائط نماز سات ہیں اگر ان ساتوں چیزوں میں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہو گی۔

۱۔ نماز وقت پر پڑھنا۔ اگر وقت سے پہلے یا بعد میں نماز پڑھی گئی تو نماز ادا نہیں ہو گی۔

۲۔ بدن کا پاک ہونا یعنی نمازی کے بدن کا نجاست سے پاک ہونا۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے اور اگر کوئی نجاست لگی ہو تو دھو ڈالے۔

۳۔ کپڑوں کا پاک ہونا یعنی اگر نمازی کے کپڑے پر نجاست ہو تو اس کو دھو ڈالے۔

۴۔ جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ پاک ہونی چاہیے اور جس چٹائی یا جائے نماز پر نماز پڑھے اس کو پاک ہونا چاہیے۔

۵۔ ستر یعنی نمازی کے بدن کا لباس سے چھپا ہونا۔ مرد کا بدن گھٹنوں سے لے کر ناف تک چھپا ہوا اور عورتوں کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ دونوں ہاتھ کے پہنچوں، دونوں پیروں اور چہرہ کے علاوہ پورا بدن چھپ جائے۔

۶۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

۷۔ نماز کی نیت کرنا۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے نیت کرنا لازمی نہیں ہے اگر کسی نے زبان سے نیت نہ کی بلکہ صرف دل میں ارادہ کر لیا کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں تو بس اتنا کافی ہے لیکن اگر نیت زبان سے بھی کر لی جائے تو بہتر ہے۔ اس سے دل کی توجہ میں مدد ملتی ہے۔

۲.۷۔ ارکان نماز

نماز میں جو چیزیں ضروری ہیں انھیں ارکانِ نماز کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد چھ ہے :

۱۔ تکبیر تحریمہ یعنی نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

۲۔ قیام یعنی اگر کوئی عذر نہ ہو تو سیدھے کھڑے ہونا۔

۳۔ قراءت یعنی قرآن کریم کی کم سے کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ دونوں سجدے کرنا۔

۶۔ آخری قعدہ میں جتنی دیر تشہد پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

۷.۳۔ نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ

نماز کے فرائض، واجبات اور سنتیں اور اس کو فاسد اور مکروہ کرنے والی چیزوں کا بیان ہو چکا ہے۔ اب یہاں نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

نماز شروع کرنے سے پہلے نمازی کو چاہیے کہ جس طرح اس نے اپنے بدن اور کپڑے کو پاک وصاف کیا ہے اسی طرح اپنے دل کو دُنیا کے کاموں اور دنیاوی خیالات سے اچھی طرح پاک وصاف کرلے۔ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری تو دی لیکن اس کا دل دُنیا کے کاموں میں لگا رہا تو اس کو نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہو گا اور نہ ہی وہ مقصد حاصل ہو گا جس کے لیے نماز پڑھی گئی ہے۔ اپنی توجہ کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیرنے کے لیے یہ دُعا پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ حَنِيفًاۖ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ

"میں نے اپنی توجہ اس ذات کی طرف کی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اس میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔ (الانعام:۷۹)

اس کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر نیت کرے کہ یہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اور کتنی رکعت پڑھ رہا ہے۔ نیت دل سے کرنا ضروری ہے۔ زبان سے بھی کرے تو بہتر ہے۔ کھڑے ہونے میں یہ خیال رہے کہ اس کی گردن جھکی ہوئی نہ ہو اور نہ بالکل تنی ہوئی ہو اور دونوں پیروں کے درمیان کم سے کم چار انچ کا فاصلہ ضرور ہو۔ نگاہ سجدہ کی جگہ پر رہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جائے اور پھر ناف کے قریب باندھ لے۔ یہ خیال رہے کہ ہاتھ اٹھاتے وقت دونوں ہتھیلیاں قبلہ رخ ہیں اور ہاتھ اس طرح باندھے جائیں کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی رہے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیا جائے اور یہ بھی خیال رہے کہ دونوں ہاتھ اٹھانے کے بعد پھر سیدھا نیچے کی طرف چھوڑ نہ دیا جائے بلکہ فوراً باندھ لیا جائے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

سُبحانَكَ اللَّهمَّ وبحَمدِكَ، وتبارَكَ اسمُكَ، وتعالى جَدُّكَ، ولا إلهَ غيرُكَ

(مسلم، دار قطنی مند احمد)

"تو پاک ہے اے اللہ! اور تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ بلند اور برکت والا ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری بزرگی اور دین اور تیرے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں"۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد تعوذ یعنی اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الر الجِیمِ اور تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے پھر اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیے۔ سورۂ فاتحہ ختم کر کے آہستہ سے آمین کہے پھر قرآنِ حکیم کی کوئی سورت یا کم از کم تین آیتیں پڑھے۔ بہتر ہے کہ سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھتے وقت اس کے معنی پر غور کرتا جائے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ رکوع اس طور پر کرے کہ اس کی پشت اور سر سب تختی کی طرح برابر رہیں۔ سر کو بہت جھکا دینا یا اونچا رکھنا صحیح نہیں ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا کر دونوں گھٹنوں کو انگلیوں سے پکڑ لے اور دونوں بازوؤں کو خوب پہلو سے ملائے رکھے۔ پھر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر " سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيم " تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے۔ البتہ امام کو تین ہی بار پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں یہ دعا بھی آئی ہے جس کا جی چاہے اس کو پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي (بخاری و مسلم)

" اے اللہ! تو پاک ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے"۔

اگر نماز میں امام ہو تو ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھے اور تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو بہتر ہے کہ دونوں پڑھ لے۔ رکوع کے بعد قومہ کرنے یعنی سمع اللہ لمن حمدہ (خدا نے اس شخص کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر پھر تحمید یعنی ربنا لك الحمد دونوں کہے اور مقتدی کو صرف تحمید کہنا چاہیے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رہنی ضروری ہے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھنی چاہیے۔ اس طور پر سجدہ نہ جانے کے بعد اطمینان سے تین بار سبحان ربی الاعلی (میرا بلند پروردگار پاک) پڑھے۔ پھر پہلا سجدہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے دو زانو ہو کر بیٹھ جائے۔

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جس طرح پہلا سجدہ کیا ہے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ

پڑھے۔اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے۔ کھڑے ہونے کے بعد اس بات کا خیال رہے کہ پہلے پیشانی اٹھے، پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ران کے اوپر رکھے، پھر دونوں گھٹنوں کو اٹھائے یعنی سجدہ کرتے وقت جو عضو زمین پر پہلے رکھا گیا تھا وہ بعد میں اور بعد میں جو رکھا گیا تھا وہ پہلے اٹھایا جائے۔ یہ ایک رکعت پوری ہو گئی۔ دوسری رکعت میں پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے اور آمین کہہ کر کوئی سورت یا کم از کم تین آیتیں پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر اسی طرح رکوع، قومہ سجدہ اور جلسہ کرے، پھر دونوں سجدوں کے بعد قعدہ کرے یعنی اس طرح بیٹھے کہ داہنا پیر کھڑا رہے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور بایاں پیر موڑ کر اس پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر تشہد پڑھے جس کے الفاظ یہ ہیں :

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

”تمام زبان کی عبادتیں اور تمام بدن کی عبادتیں اور تمام پاک مالک کی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہیں، اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام اور تمام خدا کے نیک بندوں پر سلام میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں“۔

اگر چار رکعت والی نماز ہو تو تشہد پڑھنے کے بعد فوراً اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے، رکوع کر دے اور اگر سنت یا نفل نماز ہے تو سورۂ فاتحہ کے بعد دونوں رکعتوں میں کوئی سورت پڑھ کر پھر رکوع اور سجدہ کرنا چاہیے۔ اگر دو رکعت والی نماز ہو تو قعدہ میں تشہد کے بعد اور چار رکعت والی نماز ہو تو چوتھی رکعت میں دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے۔ اس درود کو خود نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھایا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[۱۱]

''اے اللہ ! رحمت بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی اولاد پر جس طرح رحمت بھیجیں تونے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے۔اے اللہ ! برکت دے تو محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کی اولاد کو جیسی برکت تونے ابراہیم علیہ السلام کو اور ان کی اولاد کو بے شک تو ہی تعریف کا مستحق اور بزرگ ہے''۔

اس دعا کے پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیر دے اور سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیر دے۔

۷.۴۔ نماز کے بعد کی دُعائیں

نماز کے بعد عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے۔ نماز کے بعد اور دوسرے اوقات میں نبی اکرم ﷺ سے بہت سی دعائیں ثابت ہیں۔ صرف دو دعائیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (مسلم)

''اے پروردگار ! ہمیں دنیا میں بھی ہر طرح کی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی، اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا''۔

''اے اللہ ! تو تمام نقصان اور عیب سے محفوظ اور سلامت ہے اور تیری ہی طرف سے ہر طرح کی سلامتی اور حفاظت ہے''۔

''اے پروردگار ! تیری ذات بابرکت ہے اور اے احسان اور بڑائی والے تو ہی بلند اور بالا ہے''۔

فرض نماز کے بعد نبی ﷺ آیت الکرسی اور ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنے کی ترغیب فرماتے تھے۔

فرض نماز کے بعد امام کو بہت لمبی دعا نہ مانگنی چاہیے۔

۷.۵۔ وتر کی نماز

عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھنے کے بعد آخر میں وتر پڑھے جاتے ہیں۔ وتر کی نماز واجب ہے یعنی بہت ضروری ہے۔ وتر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں دو رکعت تو اور نمازوں کی طرح پڑھے لیکن تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت ملانے کے بعد رکوع میں جانے کے بجائے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد دعائے قنوت پڑھے دعائے قنوت یہ ہے :

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَهْدِيكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ (مصنف ابن ابی شیبہ)

''اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی بخشش چاہتے ہیں۔ تیرے اوپر ایمان رکھتے ہیں اور تیری اچھی سے اچھی تعریف کرتے ہیں۔ تیرے شکر گذار ہیں اور تیری نافرمانی نہیں کرتے۔ ہم ان کو چھوڑ دیں گے جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے ہم نماز پڑھتے ہیں اور تیرے ہی سامنے ہم اپنی پیشانی جھکاتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور تیز چلتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیرا عذاب ناشکروں کو آنے والا ہے''۔

۸۔ روزہ

روزے کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی کھانے پینے وغیرہ سے رک جانے کے ہیں۔ صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا چھوڑنے اور بری باتوں سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں۔

۸.۱۔ روزے کی اہمیت وفضیلت

قرآن حکیم اور احادیث میں روزے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو''۔ (البقرہ:۱۸۳)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہر نیکی کا ثواب بندوں کے اعمال نامے میں دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور

میں خود اس کا بدلہ دوں گا''۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

''ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے''۔

نیز روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے :

روزے اور دوسری عبادتوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔ دوسری عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کا دوسرے لوگوں کو بھی علم ہوتا ہے۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو کئی لوگ آپ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ جب آپ زکوۃ دیتے ہیں تو کم از کم زکوۃ لینے والے کو تو علم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ حج میں تو بہت لوگوں کا ساتھ ہوتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا صرف بندے کو اور اس کے رب کو پتہ ہوتا ہے۔ اس عبادت میں خلوص بہت زیادہ ہے اس لیے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

لیکن اس خلوص کے باوجود بعض کام ایسے ہیں جو روزہ کے خلوص کو خراب کر دیتے ہیں اور روزہ دار اس کے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے مثلاً روزہ میں لڑائی جھگڑا کرنا، گالی گلوچ، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا، چغلی کھانا' رشوت لینا جھوٹ بولنا حرام کھانا وغیرہ۔ جو لوگ ان باتوں سے نہیں بچتے ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

''جو شخص جھوٹ اور گناہ کا کام کرنا نہ چھوڑے اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ تعالٰی کو کوئی پرواہ نہیں ہے''۔

آپ ﷺ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا :

'' کتنے روزے دار ہیں جن کو بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

ہر چیز کی ایک شکل وصورت ہوتی ہے اور ایک اس کی روح ہوتی ہے۔ جب دونوں جمع ہوں تو وہ چیز مکمل ہوتی ہے۔ جیسے جسم کی صورت میں انسان کی ایک شکل ہے اور دوسرے اس کی روح ہے۔ جب دونوں ملتے ہیں تو انسان زندہ ہوتا ہے اور جب بدن اور روح الگ الگ ہو جاتے ہیں تو وہ انسان نہیں بلکہ انسان کی لاش رہ جاتی ہے۔ اسی طرح عبادات ہیں ایک ان کی ظاہری شکل ہے مثلاً نماز میں رکوع، سجدہ وغیرہ اور روزے میں بھوکا پیاسا رہنا لیکن ایک ان عبادات کی روح بھی ہے اگر ان میں روح باقی ہے تو یہ عبادات ہیں ورنہ محض عبادت کی شکل ہے اور ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔

رمضان کے مہینے میں قرآنِ حکیم نازل ہوا۔ اسی ماہ میں لیلۃالقدر ہے جس کی ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس لیے اس ماہ میں اپنا کوئی وقت بے کار کاموں اور فضول باتوں میں نہیں گنوانا چاہیے۔ بلکہ

جتنا وقت ملے قرآنِ حکیم کی تلاوت، نفل نمازوں اور نیک کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔

بعض لوگ روزہ رکھ کر سب کام چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے تو شدید گرمی کے زمانے میں روزے رکھے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور تبلیغ فرمائی۔

۸.۲۔ روزہ کے مکروہات

روزے میں کھانا پینا اور مباشرت ترک کرنا فرض ہے، ان کے ارتکاب سے روزہ ٹوٹ ہی نہیں جاتا بلکہ ایک روزہ کے بدلے دو مہینے مسلسل روزے رکھنے پڑیں گے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں :

۱۔ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا اور چغلی کھانا، گالی گلوچ کرنا، سخت کلامی کرنا، چیخنا چلانا، فضول باتیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا۔

۲۔ بھوک پیاس کی وجہ سے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کرنا۔

۳۔ کسی چیز کا منہ میں رکھنا یا چبانا خواہ وہ کھانے کی چیز ہو یا نہ ہو۔

۴۔ کوئی کھانے کی چیز چکھنا، اگر کسی عورت کا شوہر یا ملازم کا مالک چڑچڑا اور بدمزاج ہو تو ان کو زبان کی نوک سے نمک چکھ لینے کی اجازت ہے تاکہ اس کے بارے میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔

۵۔ روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں اتنا زیادہ مبالغہ کرنا کہ حلق تک پانی چلا جائے یا ناک کے ذریعہ حلق میں پانی آجائے۔

۶۔ نہانے کی ضرورت ہو مگر صبح صادق کے بعد تک نہ نہانا۔

۷۔ کوئلہ چبا کر منجن وغیرہ سے دانت صاف کرنا۔ یہی حکم ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا بھی ہے۔

۸۔ منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگل جانا یا دانت میں چنے سے کم کوئی چیز اٹکی ہو تو اس کو نگل جانا۔

۸.۳۔ قضا اور کفارہ

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دیا، اسے قضا اور کفارہ دونوں ادا کرنا پڑیں گے۔ قضاء تو یہ ہے کہ روزے کی جگہ روزہ رکھے اور کفارہ یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلے مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے۔ اگر کسی

میں لگاتار دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہے یا اتنا بوڑھا اور ضعیف ہے کہ وہ سرے سے روزے رکھ ہی نہیں سکتا تو وہ فدیہ دے۔ فدیہ ہر روزے کے بدلے پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ہے۔

۹ خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ شرائط نماز کتنی ہیں؟
۲۔ نماز کے ارکان کتنے ہیں؟
۳۔ کیا نیت زبان سے کرنا ضروری ہے؟
۴۔ قیام کی حالت میں نگاہ کہاں رہنی چاہیے؟
۵۔ رکوع میں کیا پڑھے؟
۶۔ سجدے میں کیا پڑھے؟
۷۔ تسمیہ کا مطلب کیا ہے؟
۸۔ تعوذ کسے کہتے ہیں؟
۹۔ نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کتنی بار پڑھنا چاہیے۔
۱۰۔ دعائے قنوت کون سی نماز میں پڑھی جاتی ہے اور کس رکعت میں؟
۱۱۔ عربی میں روزے کو کیا کہتے ہیں؟
۱۲۔ روزے کی روح کیا ہے؟
۱۳۔ حضور ﷺ نے روزہ رکھ کر کیا کیا کام کیے؟
۱۴۔ اگر جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دیا جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟
۱۵۔ ایک روزے کا فدیہ کیا ہے؟

۱۰۔ جوابات

۱۰.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱

۱۔ پانچ

۲۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اقرار کا زبان سے

۳۔ دعا

۴۔ سات سال

۵۔ منافق

۶۔ روشن چہرے والا

۷۔ چار

۸۔ پندرہ

۹۔ تین

۱۰۔ تین

۱۱۔ ایک ہی طریقہ ہے

۱۰.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ سات

۲۔ چھ

۳۔ نہیں کرے تو بہتر ہے۔

۴۔ سجدے کی جگہ پر۔

۵۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

۶۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

۷۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

۸۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۹۔ ۳۳ بار ۳۳ بار ۳۴ بار۔

۱۰۔ وتر کی تیسری رکعت میں۔

۱۱۔ صوم

۱۲۔ گناہوں سے بچنا۔

۱۳۔ جہاد فرمایا، تبلیغ کی۔

۱۴۔ دو مہینے کے لگاتار روزے

۱۵۔ پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت۔

یونٹ نمبر ۷

ارکان اسلام زکوۃ۔حج

تحریر: حافظ عبدالغفار احمد
نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	۱۳۱
	یونٹ کے مقاصد	۱۳۲
ا۔	زکوۃ	۱۳۳
	ا.ا۔ زکوۃ کی تعریف	۱۳۳
	۲.ا۔ اسلام میں زکوۃ کی حیثیت	۱۳۳
	۳.ا۔ زکوۃ ادا کرنے کا باقاعدہ حکم	۱۳۴
	۴.ا۔ زکوۃ کا نصاب اور شرح	۱۳۵
	۵.ا۔ زکوۃ کے مصارف	۱۳۶
	۶.ا۔ زکوۃ ادا کرنے کے اصول	۱۳۶
	۷.ا۔ زکوۃ کے چند فائدے	۱۳۷
	۸.ا۔ خود آزمائی نمبر ا	۱۳۷
۲۔	حج	۱۳۹
	ا.۲۔ حج کے معنی	۱۳۹
	۲.۲۔ حج کی فرضیت	۱۳۹
	۳.۲۔ حج واجب ہونے کی شرطیں	۱۴۰
	۴.۲۔ احرام باندھنا	۱۴۰
	۵.۲۔ احرام باندھنے کی جگہ	۱۴۰
	۶.۲۔ وقوف عرفات	۱۴۱
	۷.۲۔ طواف زیارت	۱۴۱
	۸.۲۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی	۱۴۲
	۹.۲۔ حج کے واجبات	۱۴۲
	۱۰.۲۔ حج کے فائدے	۱۴۲
	۱۱.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲	۱۴۳
۳۔	جوابات	۱۴۴

یونٹ کا تعارف

اسلام کے پانچ ارکان ہیں، ان میں سے ایک زکوۃ ہے اور ایک حج۔ زکوۃ ادا کرنا ہر مالدار مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت فرض ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کردے۔ زکوۃ ادا کرنا اسلام کی ایک بنیادی عبادت ہے، جسے نماز کے بعد دوسرا درجہ دیا گیا ہے۔ زکوۃ نکالنے سے انسان کا باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں دولت کی محبت لالچ، کنجوسی اور خود غرضی کی جو اخلاقی برائیاں پائی جاتی ہیں، انھیں دُور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ زکوۃ سے معاشرے میں اطمینان اور سکون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں زکوۃ کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ زکوۃ ادا کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے اور جو لوگ مالدار ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہ کریں انھیں سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

زکوۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ حج کے لیے لوگوں کو مکہ مکرمہ اور دوسرے بابرکت مقامات کو جانا پڑتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ حاجی وہاں جاکر اس کے گھر کے گرد چکر کاٹتے ہیں جسے طواف کہا جاتا ہے وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر عرفات کا میدان ہے۔ حج کے مہینے کی نو(۹) تاریخ کو حاجی وہاں جاتے ہیں اور کچھ دیر ٹھہرتے ہیں اسے ''وقوف'' کہا جاتا ہے۔ یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ حاجی عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی اور دلی مرادیں پوری ہونے کی دُعائیں مانگتے ہیں۔ حج اسلام کی ایک اہم عبادت ہے اس کا ادا کرنا ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ

۱۔ یہ بیان کر سکیں کہ زکوۃ کیا ہے اور اس کا ادا کرنا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ یہ جان سکیں کہ زکوتا ادا کرنے کے لیے آدمی عورت کے پاس کتنا مال ہونا ضروری ہے؟

۳۔ ان آٹھ قسم کے لوگوں کی نشاندہی کر سکیں جنھیں زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

۴۔ زکوۃ کے فائدے تحریر کریں۔

۵۔ یہ بتا سکیں کہ حج کسے کہتے ہیں، یہ کسی مقام پر اور کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟

۶۔ اسلامی شریعت میں حج کی حیثیت واضح کر سکیں۔

۷۔ حج کے ارکان اور اس کے واجبات کی تعداد بیان کر سکیں۔

۱۔ زکوۃ

اسلام کی عبادات میں نماز پہلی اور زکوۃ دوسری عبادت ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا اس کا ادا کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، لیکن زکوۃ واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آدمی بالغ ہو دوسری یہ کہ ہوش مند ہو پاگل یا دیوانہ نہ ہو اور تیسری یہ کہ مالدار ہو۔

۱.۱۔ زکوۃ کی تعریف

عربی زبان میں زکوۃ کے معنی پاک کرنے، بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں۔ لیکن شریعت (اسلامی قانون) میں اس سے مراد وہ مقررہ مال ہے جو مقررہ وقت پر مقررہ شرطوں کے ساتھ اللہ تعالی کے نام پر ناداروں اور مسکینوں وغیرہ کو دیا جائے۔ اللہ تعالی کی خوشی کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ نکال کر غریبوں مسکینوں کو دے دینے سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے اس لیے اسلام میں زکوۃ ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

۱.۲۔ اسلام میں زکوۃ کی حیثیت

اسلام میں نماز کے بعد جس فرض کے ادا کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ زکوۃ ہے۔ نماز ایسی عبادت ہے جو بدن سے تعلق رکھتی ہے اور زکوۃ مال سے۔ یعنی زکوۃ ادا کرنے کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ نماز بندے پر اللہ تعالی کا حق ہے اور زکوۃ دوسرے بندوں کا جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

فِيٓ أَمْوَٰلِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَٱلْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾

"جن کے مال میں مانگنے والے اور محروم کا ایسا حق ہے جو مقرر ہے"۔ (المعارج: ۲۴۔۲۵)

اسلام میں جب نماز اور زکوۃ کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور دونوں کے ادا کرنے پر برابر زور دیا جاتا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں اللہ تعالی کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ۸۲ آیات میں نماز اور زکوۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے مثلا حکم دیا گیا کہ :

وَأَقِيمُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا ٱلزَّكَوٰةَ

" نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو"۔ (البقرہ: ۴۳)

حضور نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی میں جب کوئی شخص آکر آپ ﷺ سے اسلام کے احکام اور مسئلے پوچھتا تو آپ ہمیشہ

نماز کے بعد زکوۃ کو پہلا درجہ دیتے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت جریر بن عبداللہ الجبلی کہتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے تین کاموں کا وعدہ لیا یعنی یہ کہ :

- میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا۔
- جب مجھ پر زکوۃ واجب ہو گی تو زکوۃ ادا کروں گا
- میں تمام مسلمانوں کی بھلائی چاہوں گا۔

۹ ہجری میں جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ، کو اسلام کا مبلغ بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا، وہاں جا کر پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا' پھر انھیں نماز کے فرض سے آگاہ کرنا اور پھر یہ بتانا کہ

''اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکٰوۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی''۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں :

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنی پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور تمھارا ماہ رمضان آئے تو روزہ رکھو اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی پیروی کرو تو جنت میں جاؤ گے''۔

قرآن مجید اور حدیث شریف میں جس طرح زکوۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے، اسی طرح زکوۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

''اور جو دبا کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالی کی راہ میں پس انھیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے''۔ (سورہ توبہ : ۳۴)

۳.۱۔ زکوۃ ادا کرنے کا باقاعدہ حکم

اگرچہ مسلمانوں کو صدقہ اور خیرات کی تعلیم ابتداء ہی سے دی جا رہی تھی لیکن جب ۸ ہجری میں مکہ کی فتح کے بعد پورا عرب مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام مال دار مسلمانوں کے لیے زکوۃ ادا کرنا فرض قرار دیا۔

خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا

''اے محمد ! (ﷺ) ان کے مال میں سے صدقہ (زکوۃ) وصول کرو کہ اس کے ذریعے سے تم ان کو پاک وصاف کر سکوں''۔ (التوبہ : ۱۰۳)

اس کے بعد نئے سال یعنی ۹ ہجری میں زکوۃ کی وصولی کے قانون بنائے گئے، تمام عرب میں افسر مقرر ہوئے اور باقاعدہ بیت المال بنایا گیا۔

۱.۴۔ زکوۃ کا نصاب اور شرح

اسلامی شریعت کے مطابق زکوۃ سال میں صرف ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے اور جن چیزوں پر لگائی جاتی ہے ان کی تعداد پانچ ہے۔

۱۔ گھروں میں پائے جانے والے چوپائے جیسے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ۔ لیکن ایسے گھریلو جانوروں پر کوئی زکوۃ نہیں جنھیں چراگاہ کے بجائے گھر میں چارے پر پالا گیا ہو۔

اگر اونٹوں کی تعداد پانچ یا اس سے زیادہ یعنی نو تک ہو تو ان پر ایک بکری بطور زکوۃ دینا ہوگی اور دس سے چودہ تک دو بکریاں۔ اسی طرح اونٹوں کی تعداد جتنی بڑھتی جائے گی ان پر زکوۃ کی شرح بھی بڑھتی جائے گی۔

گائے، بیل، بھینس وغیرہ اگر تیس یا اس سے زیادہ لیکن چالیس سے کم ہوں تو ان پر دو سال کا ایک بچھڑا زکوۃ واجب ہوگی۔ چالیس پر تین سال کا ایک بچھڑا۔

بھیڑ بکریوں کی تعداد اگر چالیس یا اس سے زیادہ ہو لیکن ایک سو سے کم تو ان پر زکوۃ ایک بکری ہوگی۔ ایک سو میں سے دو سو تک دو بکریاں۔

اونٹوں کی تعداد اگر پانچ سے کم گائے بھینس کی تعداد تین سے کم اور بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس سے کم ہو تو ان پر کوئی زکوۃ نہ ہوگی۔

۲۔ اگر سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ اور چاندی کی مقدار ساڑھے باون تولے یا اس سے زیادہ ہو خواہ وہ کسی صورت میں ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ جتنا سونا یا چاندی موجود ہو اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوہ نکالنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر سکوں، کاغذی نوٹوں یا سامان تجارت کی مالیت ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہو جائے یا اس سے بڑھ جائے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی اور جتنا مال موجود ہوگا اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دینا پڑے گا۔

۳۔ کانوں سے نکالی ہوئی اشیاء اور دفینوں پر زکوۃ کے بجائے خمس (پانچواں حصہ) عائد کیا جاتا ہے جب کہ زرعی پیداوار

غلہ پھل وغیرہ میں زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ :

"جو زمین بارش یا پہاڑی ندی نالے سے سیر اب ہوتی ہو اس کی پیداوار پر زکوۃ کل پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) واجب ہو گی۔ اور جس زمین کو کنویں، رہٹ یا نہر کے پانی سے سیر اب کیا جائے اس کی پیداوار پر زکوۃ کل پیداوار کا بیسواں حصہ ہو گی"۔

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا بڑے ثواب کا کام ہے، آپ اس سلسلے میں قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا حوالہ دیجئے۔

۵.۱۔ زکوۃ کے مصارف

مصارف مصرف کی جمع ہے۔ زکوۃ کے مصارف کا مطلب یہ ہے کہ زکوۃ کن کن جگہوں پر خرچ کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ زکوۃ کی رقم مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں پر صرف کی جائے گی یعنی:

۱۔ فقیر
۲۔ مسکین۔
۳۔ وہ سرکاری ملازم جو زکوۃ وصول اور تقسیم کریں
۴۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفت پیدا کرنی ہو۔
۵۔ غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے۔
۶۔ قرض داروں کا قرض اتارنے کے لیے۔
۷۔ اللہ تعالی کی راہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں۔
۸۔ ناداروں/مسافروں کی امداد میں۔

۶.۱۔ زکوۃ ادا کرنے کے اصول

۱۔ زکوۃ سال میں ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے البتہ غلہ پر زکوۃ ہر دفعہ کی پیداوار پر دی جاسکتی ہے۔
۲۔ قریبی رشتہ داروں جیسے ماں باپ، بیٹی، بیٹا، شوہر بیوی وغیرہ کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ مسجد کی تعمیر پر زکوۃ کی رقم نہیں لگائی جاسکتی۔

۴۔ زکوۃ کی رقم سے ضرورت کی اشیاء بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۵۔ جن لوگوں کو زکوۃ دی جائے انھیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوۃ کا مال ہے۔

۶۔ زکوۃ دینے والے کو زکوۃ ادا کرتے وقت یہ نیت کرنی چاہیے کہ یہ زکوۃ کا مال ہے جو میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کر رہا ہوں۔

۱.۷۔ زکوۃ کے چند فائدے

زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت، کنجوسی اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

- زکوۃ کی وجہ سے معاشرے کا کوئی طبقہ اپنی بنیادی ضرریات جیسی زندگی سے محروم نہیں رہتا۔
- زکوۃ سے چوری چکاری ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور رشوت جیسی برائیوں میں کمی آتی ہے۔
- زکوۃ بے روزگاروں، بوڑھوں، یتیموں اور بیواؤں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں مدد دیتی ہے۔
- زکوۃ بے سہارا لوگوں کا سہارا اور مال دار لوگوں کے لیے ان کے مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

۱.۸۔ خود آزمائی نمبر ۱

۱۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پر کریں۔

(i) اسلام کی پہلی عبادت نماز اور دوسری..................ہے۔

(ii) نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوۃ..................کا۔

(iii) زکوۃ ہر عاقل ....اور مال دار مسلمان پر فرض ہے۔

(iv) زکوۃ ادا کرنے کا حکم قرآن مجید میں بھی دیا گیا ہے اور.................. میں بھی۔

۲۔ قرآن مجید کی کتنی آیات میں نماز اور زکوۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے؟

۳۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے کون سے تین کاموں کا وعدہ لیا کرتے تھے؟

۴۔ زکوۃ سال میں کتنی مرتبہ دی جاتی ہے؟

۵۔ گائے بھینسوں کی کم از کم کتنی تعداد پر زکوۃ واجب ہوتی ہے؟

۶۔ اگر کسی کے پاس ایک سو بھیڑ بکریاں ہوں تو اسے کتنی زکوۃ دینی پڑے گی؟

۷۔ سونے اور چاندی کی مقررہ مقدار بیان کیجئے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

۸۔ قرآن مجید میں زکوۃ کے مستحق لوگوں کی کون سی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

۹۔ کیا زکوۃ کی رقم نقد دینے کی بجائے اس کی چیزیں بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۱۰۔ کیا ذاتی رہائش اور ذاتی استعمال کی گاڑی پر بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

۱۱۔ اگر کوئی چھوٹا بچہ نابالغ بچہ مال دار ہو تو کیا اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

۱۲۔ زکوۃ کا سب سے بڑا فائدہ کیا ہے؟

۱۳۔ کیا زکوۃ بھائی، بہن کو بھی دی جاسکتی ہے؟

۱۴۔ کیا زکوۃ دیتے وقت نیت کرنا ضروری ہے؟

۲۔ حج

حج اسلام کی ایک بنیادی عبادت ہے۔ چنانچہ زندگی میں ایک بار حج کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر کسی شخص میں یہ شرطیں موجود نہ ہوں تو اس کے لیے حج کرنا ضروری نہیں۔ یہ شرطیں اگلے صفحات میں بیان کی جائیں گی۔

تو اس کے لیے حج کرنا ضروری

۲.۱۔ حج کے معنی

عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں لیکن اسلام میں اس سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو سال کے مخصوص دنوں میں، خاص جگہوں پر خاص طریقے سے ادا کیے جاتے ہیں۔ حج کے ان خاص اعمال کو مناسک کہا جاتا ہے یعنی وہ کام جو حج میں کیسے جاتے ہیں۔

۲.۲۔ حج کی فرضیت

حج کا فرض ہونا قرآن مجید سے اور حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَأَتِمُّوا ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے"۔ (البقرۃ:۱۹۶)

ایک دوسری آیت کریمہ کے الفاظ ہیں :

وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً

"اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت (طاقت) رکھتے ہوں"۔ (آل عمران:۹۷)

حج کا فرض ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے۔

جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے "

۱۔ اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوۃ دینا۔

۴۔ رمضان کے روزہ رکھنا۔ ۵۔ حج کرنا۔

۲.۳۔ حج واجب ہونے کی شرطیں

(الف) حج واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمان ہوتا ہے۔ (ب) دوسری شرط جوان ہوتا ہے۔

(ج) تیسری شرط عقل مند ہونا ہے۔ (د) چوتھی شرط استطاعت والا ہونا ہے۔

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حاجی کے پاس سفر کے اخراجات کے لیے ضروری رقم موجود ہو اس کے علاوہ اپنے گھر والوں کو بھی اتنی رقم دے کر جائے جو اس کی واپسی تک ان کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

عورت پر حج واجب ہونے کی ایک خاص شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم (جس کے ساتھ نکاح نہ ہو سکتا ہو) موجود ہو۔

''محرم'' میں بیٹا، باپ، بھائی، بھانجا، بھتیجا، ماموں اور چچا، تایا وغیرہ شامل ہیں''۔

۲.۴۔ احرام باندھنا

حج یا عمرہ احرام باندھنے سے شروع کیا جاتا ہے۔ احرام دو اَن سِلی سفید چادروں پر مشتمل ایک خاص لباس ہوتا ہے۔ ان چادروں میں سے ایک کو تہہ بند کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری سے جسم کا اوپر کا حصہ ڈھانپا جاتا ہے اس طرح کہ اس کا ایک سرا دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر اور دوسرا بائیں بغل سے نکال کر داہنے کندھے پر لٹکایا جاتا ہے۔

عورتوں کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس نہیں، وہ اپنے عام لباس کے ساتھ سر کے بالوں کو ڈھانپنے کے لیے اوڑھنی یا رومال استعمال کر سکتی ہیں لیکن اس سے ان کا چہرہ نہیں چھپنا چاہیے۔

۲.۵۔ احرام باندھنے کی جگہ

پاکستان اور ہندوستان سے جو لوگ حج کے لیے جاتے ہیں ان کے لیے احرام باندھنے کی جگہ یلملم / سعدیہ ہے۔ چنانچہ جب لوگ خشکی کے راستے سفر کرتے ہوئے یلملم پہنچتے ہیں تو وہاں حج یا عمرہ کی نیت کرکے احرام باندھ لیتے ہیں۔ جو لوگ ہوائی

جہاز یا پانی کے جہاز میں سفر کرتے ہوئے یلملم کی سیدھ میں پہنچتے ہیں تو وہاں پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیتے ہیں، کیونکہ اگر آدمی حج یا عمرہ کے لیے جارہاہو تو احرام باندھے بغیر یلملم سے گزرنا حرام ہے۔

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ غسل کرنے کے بعد احرام باندھے اور احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھے اور زبان اور دل سے یہ الفاظ کہے :

اللھُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ الْحَجّ/أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّي

"اے اللہ میں حج/عمرہ کی نیت کرتاہوں پس اسے میرے لیے آسان کر دیجئے اور اسے میری طرف سے قبول فرمایئے"۔

اس کے بعد تلبیہ کہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں :

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ، لَكَ وَالْمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ

تلبیہ کسی قدر بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ تلبیہ کے بعد آہستہ آواز سے درود شریف پڑھے۔

۲.۶۔ وقوفِ عرفات

حج کا پہلا رکن حاجی کا عرفات کے میدان میں موجود ہونا ہے خواہ حالت بیداری میں ہو یا خواب (نیند) میں، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر، ٹھہر کر یا گذرتے ہوئے، راہ چلتے ہوئے۔ اسے وقوفِ عرفات کہتے ہیں اور یہی حج کا سب سے اہم رکن ہے۔

وقوف عرفات کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ شریعت کے مقرر کردہ وقت کے اندر ہو یعنی نویں ذوالحجہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد یوم نحر (عیدالاضحی کے دن) کی فجر تک۔ اس میں نہ نیت شرط ہے نہ ہوش میں ہونا۔ چنانچہ جو شخص مقررہ وقت میں میدان عرفات پہنچ گیا اس کا حج درست ہو گیا۔ خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور خواہ وہ یہ جانتا ہو کہ وہ میدان عرفات میں ہے یا نہ جانتا ہو یا حالت جنون میں ہو یا بے ہوشی کی حالت میں، سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔

۲.۷۔ طواف زیارت

طواف زیارت جسے طواف افاضہ کہا جاتا ہے ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ سے واپسی کے بعد حرم شریف میں کیا جاتا ہے یہ حج کے دو ارکان میں سے ایک ہے۔

۲.۸۔ صفااور مروہ کے درمیان سعی

طوافِ زیارت کے بعد حاجی صفااور مروہ کے درمیان چکر لگاتے ہیں۔ یہ چکر لگانا واجب ہے۔ لہذا اگر کوئی حاجی کسی وجہ سے سعی نہ کر سکا، چکر نہ لگا سکا تو اس کا حج صحیح ہو جائے گا البتہ اسے ایک بکری کی قربانی دینی پڑے گی۔ یہ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے پہلے نہیں۔

۲.۹۔ حج کے واجبات

حج کے بنیادی واجبات پانچ ہیں :

۱۔ صفااور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ سات پھیرے لگانا۔

۲۔ فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا خواہ گھڑی بھر کے لیے ہو۔ (میدانِ عرفات میں وقوف کے بعد)

۳۔ جمرات کے مقام پر (شیاطین کو) کنکریاں مارنا ہے۔

۴۔ سر منڈوانا یا بال کتروانا ہے۔

۵۔ واجب طواف صدر ہے۔

اسی طرح یہ امر بھی واجب ہے کہ پہلے شیاطین کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر سر منڈوایا جائے۔ حج کے آخر میں منی کے مقام پر ۱۰/ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے یہ بھی ایک واجب امر ہے۔ قربانی سے پہلے بال منڈوانا جائز نہیں، عورتیں اپنے بالوں کی صرف ایک لٹ کترتی ہیں۔ بال منڈوانے کے بعد حج کے مناسک ختم ہو جاتے ہیں اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔

۲.۱۰۔ حج کے فائدے

۱۔ حج مسلمانوں کا ایک ایسا عالمی روحانی اجتماع ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب اور قوم میں نہیں ملتی۔ یہ مسلمانوں کے اتحاد کی ایک علامت ہے۔

۲۔ حج کے ذریعے مسلمانوں کا اپنے مالک اور اس کے سب سے پہلے گھر یعنی خانہ کعبہ سے تعلق اور زیادہ گہرا اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

۳۔ حج کے ذریعے انسان کو بے مثال روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ حج کے ذریعے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

۵۔ حج کے ذریعے ساری دُنیا کے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ کے احساسات ابھرتے ہیں۔

۱۱.۲۔ خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ کیا حج کا فرض ہونا صرف قرآن سے ثابت ہے یا احادیث سے بھی؟ کسی ایک حدیث کا حوالہ دیجئے۔

۲۔ وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے؟

۳۔ حج واجب ہونے کی تین اہم شرطیں بیان کیجئے

۴۔ اگر عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو تو کیا وہ اکیلی حج کر سکتی ہے؟

۵۔ کیا عورتوں کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس ہوتا ہے؟

۶۔ تلبیہ کیا ہے؟

۷۔ کیا احرام باندھنے بغیر "میقات سے گذرنا صحیح ہے؟

۸۔ وقوف عرفہ سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کے لیے نیت کرنا ضروری ہے؟

۹۔ اگر کوئی حاجی بیماری کے باعث لیٹ کر میدان عرفات پہنچے تو کیا اس کا حج ہو جائے گا؟

۱۰۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی (چکر لگانا) حج کا رکن ہے یا واجب؟

۱۱۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی طواف سے پہلے کی جاتی ہے یا بعد میں؟

۳۔جوابات

خودآزمائی نمبر ا

۱۔ (i)زکوۃ (ii) بندوں (iii) بالغ(iv)حدیث شریف

۲۔ بیاسی آیات میں

۳۔ نماز پڑھنا زکوۃ دینااور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا

۴۔ صرف ایک مرتبہ

۵۔ گائے بھینسوں کی زکوۃ کا نصاب تمیں ہے۔اس سے کم تعداد پر زکوۃ واجب نہیں

۶۔ صرف ایک بکری

۷۔ ہونا=ساڑھے تولے، چاندی = ۵۲ تولے

۸۔ (i)فقیر (ii)مسکین

(iii) وہ لوگ جو زکوۃ کے وصول اور تقسیم کرنے کے سرکاری طور پر ذمہ دار ہوں۔

(iv) وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفت ڈالنی ہو ..

(v) غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے۔

(vi) قرض داروں کا قرض اتارنے کے لیے۔

(vii) اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے۔

(viii) نادار مسافروں کی امداد کے لیے۔

۹۔ چیزیں بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۱۰۔ نہیں۔

۱۱۔ نہیں

۱۲۔ زکوۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت، کنجوسی اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں

سے پاک ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ دی جا سکتی ہے۔

۱۴۔ ضروری ہے۔

خود آزمائی نمبر ۲

۱۔ قرآن کے علاوہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً وہ حدیث جس میں پانچ چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے یعنی

(i) شہادت و توحید و رسالت۔

(ii) نماز قائم کرنا۔

(iii) زکوۃ دینا۔

(iv) رمضان کے روزے رکھنا۔

(v) حج کرنا۔

۲۔(i) شہادت و توحید و رسالت

(ii) نماز قائم کرنا یہ

(iii) زکوۃ دینا۔

(iv) رمضان کے روزے رکھنا۔

(v) حج کرنا۔

۳۔ مسلمان ہونا جوان (بالغ ہونا) استطاعت والا ہونا۔

۴۔ محرم کے بغیر عورت پر حج واجب نہیں۔

۵۔ کوئی خاص لباس نہیں ہوتا۔

۶۔ تلبیہ کے الفاظ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ، لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ

۷۔ احرام باندھے بغیر یلملم (میقات) سے گزرنا حرام ہے۔

۸۔ وقوف عرفہ سے مراد حاجی کا یوم عرفہ کو شریعت کے مقرر کردہ وقت میں میدان عرفات میں موجود ہونا ہے ،خواہ تھوڑی دیر کے لیے ہو۔اس کے لیے نیت شرط نہیں۔

۹۔ اس کا حج ہو جائے گا۔

۱۰۔ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے۔اگر پہلے کر لی تو دوبارہ کرنا پڑے گی۔

یونٹ نمبر ۸

سیرت طیبہ۔I

تحریر: مس راشدہ ہاشمی
نظر ثانی: منزہ خانم
اسٹنٹ پروفیسر

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	۱۵۰
	یونٹ کے مقاصد	۱۵۰
۱ ۔	ولادت سے بعثت تک	۱۵۱
۱.۱۔	حضور اکرم ﷺ کی ولادت	۱۵۲
۲.۱۔	زمان رضاعت اور پرورش	۱۵۲
۳.۱۔	شام کا سفر	۱۵۳
۴.۱۔	حرب فجار میں شرکت	۱۵۳
۵.۱۔	حلف الفضول میں شرکت	۱۵۳
۶.۱۔	تجارتی سفر	۱۵۳
۷.۱۔	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۵۴
۸.۱۔	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی	۱۵۴
۹.۱۔	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد	۱۵۴
۱۰.۱۔	حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ	۱۵۵
۱۱.۱۔	غار حرا میں عبادت	۱۵۵
۱۲.۱۔	خود آزمائی نمبر ۱	۱۵۵
۲ ۔	بعثت اور مکہ معظمہ میں تبلیغ اسلام	۱۵۷
۱.۲۔	وحی کی ابتداء	۱۵۷
۲.۲۔	تبلیغ کا آغاز	۱۵۷
۳.۲۔	اعلانیہ اسلام کی دعوت	۱۵۸

۲.۴۔ کفار کی ایذائیں	۱۵۸
۲.۵۔ اللہ کا پیغام	۱۵۸
۲.۶۔ حضرت ابو طالب کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دباؤ	۱۵۸
۲.۷۔ غریب مسلمانوں پر کفار کا ظلم و ستم	۱۵۹
۲.۸۔ ہجرت حبشہ	۱۵۹
۲.۹۔ شعب ابی طالب	۱۶۰
۲.۱۰۔ غم کا سال	۱۶۰
۲.۱۱۔ طائف کا سفر	۱۶۰
۲.۱۲۔ مدینہ منورہ میں اسلام	۱۶۰
۲.۱۳۔ خود آزمائی نمبر ۲	۱۶۱
۳۔ جوابات	۱۶۲

یونٹ کا تعارف

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گزرے۔ یہ تمام انبیاء صرف اپنے علاقوں اور اپنی اپنی قوموں کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے تھے۔ مگر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے لیے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ قرآن و سنت کی شکل میں جس ہدایت کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا اس میں پوری دنیا کے لیے اور قیامت تک آنے والی نسل انسانیت کے لیے ہدایت موجود ہے۔

اس یونٹ میں حضور اکرم ﷺ کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے اسلام پھیلانے کے لیے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائیں، گھر بار چھوڑا، کفار سے جنگیں لڑیں اور اسلام کے پیغام سے دنیا کو روشناس کرایا۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ :

۱۔ یہ بتا سکیں کہ نبی اکرم ﷺ نبوت ملنے سے پہلے مکہ معظمہ میں بہت عزت و احترام کے حامل تھے۔

۲۔ بعثت نبوی کا واقعہ بیان کر سکیں اور وہ مشکلات گنوا سکیں جو اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ کو مکہ معظمہ میں پیش آئیں۔

۳۔ ہجرت مدینہ کے واقعات مختلف غزوات اور ان کے نتائج، صلح حدیبیہ اور اس کے اثرات، حجۃ الوداع، اور اس کے مشہور خطبے کے اہم نکات پر گفتگو کر سکیں۔

۱۔ ولادت سے بعثت تک

بہت مدت پہلے عرب کے شہر مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک گھر تعمیر کیا جسے بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا نام دیا گیا۔ یہ گھر توحید کی علامت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس گھر کو اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنایا۔ لوگوں کو بتایا کہ اللہ ایک ہے، وہی سب جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ ہر طرح کا نفع اور نقصان اس کے ہاتھ میں ہے وہ اچھے کام کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس پر انعام دیتا ہے اور برے کام پر ناراض ہوتا ہے اور سزا دیتا ہے۔

مدت تک عرب کے باشندے اسی عقیدے پر قائم رہے لیکن بعد میں ان میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے بت بنا کر ان کو خدا کی اولاد قرار دیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات ان سے منسوب کر دیئے۔

عقیدے میں خرابی کا اثر یہ ہوا کہ ان کی زندگیوں میں ہر طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ لڑائی جھگڑے، قتل و غارت، غریبوں اور مجبور لوگوں پر ظلم کرنا، بچیوں کو زندہ دفن کر دینا، عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے بیچ دینا یا ان کو غلام بنالینا۔ غرض ان کی زندگی ایسی تھی کہ اس کا نقشہ حضور اکرم ﷺ کے چچازاد حضرت جعفرِ طیارؓ نے حبشہ کی ہجرت کے موقع پر نجاشی کے دربار میں ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا، طاقتور لوگ کمزوروں کا حق چھین لیتے "۔

جب کبھی انسان سیدھے راستے سے بھٹک جاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے لیے انھی لوگوں میں سے کسی بابرکت نیک اور معزز شخصیت کو منتخب کر کے ان کے لیے رسول یا نبی بنا دیتا تا کہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دوبارہ اللہ سے جوڑ دیں۔ پہلے وقتوں میں آبادیاں دور دور تھیں۔ آمد و رفت کے ذرائع نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ ہر علاقے اور ہر قوم میں نبی بھیجتا رہا۔

جب دنیا ترقی کر گئی آمد رفت کے ذرائع بڑھ گئے اور وہ وقت قریب آگیا کہ پوری دنیا ایک بستی یا ایک شہر کی طرح ہو جائے تو ایک ایسے رسول کی ضرورت تھی جو کہ پوری دُنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول بنا کر بھیجا تا کہ ساری

دنیا کے انسان ایک امت بن جائیں۔

آخری رسول کی پیدائش کے لیے اللہ تعالی نے وہ خاندان منتخب کیا جو دنیا میں سب سے زیادہ باعزت تھا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان اور وہ شہر منتخب کیا جہاں اللہ تعالی کا گھر تھا یعنی مکہ معظمہ۔

۱.۱۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت

حضور ﷺ مشہور روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اپریل ۵۷۱ء کی ۲۲ تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا۔ اس سال کو عرب عام الفیل کہتے ہیں۔ عام الفیل کا مطلب ہے ہاتھیوں والا سال۔ اس سال یمن کے ایک عیسائی بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ گرانے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر حملہ کیا۔ لیکن اللہ تعالی کی قدرت سے وہ خود تباہ و برباد ہو گیا۔ اس وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کے والد کا نام عبد اللہ تھا اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ تھا۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ آپ ﷺ کے دادا کا نام عبد المطلب تھا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے والد کی وفات کے بعد آپ کی سرپرستی کی۔ آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا۔

۲.۱۔ زمانۂ رضاعت اور پرورش

سب سے پہلے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا۔ چند روز کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کی باندی ثوبیہ نے دودھ پلایا۔

اس زمانے میں عرب کے معزز گھرانوں کے بچے دیہات میں پرورش پاتے تھے، گاؤں کی عورتیں شہر آتیں اور بچوں کو دودھ پلانے اور پالنے کے لیے اپنے ساتھ لے جاتیں۔ انھی عورتوں میں قبیلہ بنو سعد کی ایک خوش قسمت عورت حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے گئیں۔ چار برس تک آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ ؓ کے پاس رہے پھر واپس اپنی والدہ صاحبہ کے پاس آ گئے۔

جب آپ ﷺ چھ برس کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں اور وہاں ایک ماہ قیام کیا۔ واپسی پر ایک مقام ابواء پر بیمار پڑ گئیں اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ کے ساتھ آپ ﷺ کے والد کی ایک باندی ام ایمن تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے آئیں اور آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کے

سپرد کردیا۔

والدہ محترمہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے دادا نے کی لیکن جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب بھی انتقال کر گئے۔ انھوں نے اپنے پوتے کو اپنے بیٹے ابو طالب کے سپرد کر دیا۔ابو طالب نے آپ کی بہت محبت سے پرورش کی۔

۱.۳۔ شام کا سفر

جب آپ کی عمر بارہ برس ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب تجارت کی غرض سے ملک شام جانے لگے تو آپ ﷺ نے بھی ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔

۱.۴۔ حرب فجار میں شرکت

جب حضور اکرم ﷺ پندرہ برس کے ہوئے تو اس وقت عرب کے قبیلہ قریش و کنانہ اور قیس عیلان میں جنگ چھڑ گئی جسے حرب فجار کہا جاتا ہے۔

اس جنگ میں آپ ﷺ نے بھی شرکت کی آپ چونکہ بہت رحمدل تھے اس لیے آپ ﷺ نے خود کسی پر بھی تیر نہیں چلایا لیکن تیر اندازوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔

۱.۵۔ حلف الفضول میں شرکت

قریش کے لوگ آئے دن کی لڑائیوں سے پریشان تھے اس لیے انھوں نے ایک معاہدہ کیا کہ امن و امان قائم رکھنے کی کوشش کریں گے اور غریبوں، بے کسوں اور مظلوموں کی مدد کیا کریں گے۔ اس معاہدے میں نبی کریم ﷺ نے بھی شرکت کی۔

عربی زبان میں معاہدے کو حلف کہتے ہیں اور اس معاہدے کے بانیوں کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کی جمع فضول آتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ''حلف الفضول'' کہلایا۔ یعنی ایسا معاہدہ جو فضل نام کے آدمیوں کے درمیان ہوا۔

۱.۶۔ تجارتی سفر

جوان ہو کر آپ ﷺ نے بھی اپنے خاندان کے باقی لوگوں کی طرح تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔آپ ﷺ

لوگوں کا مال لے کر شام اور یمن جاتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کی سچائی اور امانت داری سے بہت متاثر ہوئے اس لیے آپ ﷺ کو صادق اور امین کا لقب دیا گیا۔

۱.۷۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی ایک مالدار خاتون تھیں۔ وہ گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کاروبار کی خود ہی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ اور جن لوگوں کو ہوشیار اور معتبر سمجھتیں ان کو اپنا مال منافع کی شرکت پر تجارت کی غرض سے دیا کرتی تھیں۔

اس دور میں آپ ﷺ کی امانت و دیانت کا بہت شہرہ تھا۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک آپ ﷺ کی دیانت و سچائی کی شہرت پہنچی تو انھوں نے اپنا مال آپ ﷺ کے سپرد کیا اور ساتھ ہی ایک غلام میسرہ کو ہمراہ بھیجا۔ اس دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہلے سے دوگنا منافع ہوا۔

۱.۸۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کی کچھ اس طرح تعریف کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود حضور اکرم ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپ ﷺ نے منظور کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔

۱.۹۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے بیٹے بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ بیٹیوں کے نام ہیں :

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۱۰.۱۔ حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ

خانہ کعبہ کی عمارت پرانی تھی اس لیے قریش نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ خانۂ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی جائے۔ تمام قبیلوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔ جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو ہر قبیلے نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس مبارک پتھر کو لگانے کی سعادت اسے ہی حاصل ہو۔ بات لڑائی تک پہنچنے لگی تو ایک بوڑھے سردار نے یہ تجویز پیش کی کہ کل سب سے پہلے جو شخص خانہ کعبہ میں موجود ہوا اس کے فیصلے کو سب تسلیم کریں گے۔ سب نے اس تجویز کو تسلیم کر لیا۔ اگلے روز اتفاق سے حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ پہنچ گئے۔ سب نے آپ ﷺ پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اس مسئلے کا آپ ﷺ نے یہ حل نکالا کہ ایک چادر منگوا کر حجر اسود اس پر رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ چادر کے کونے پکڑ کر پتھر نصب کرنے والی جگہ پر لے جائیں۔ جب پتھر اس جگہ پر پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے خود پتھر اٹھا کر اسے اس کی جگہ نصب کر دیا۔ اس طرح آپ ﷺ کے فیصلے سے سب قبیلے اس سعادت میں شریک ہوئے اور ایک بڑی لڑائی ٹل گئی۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

۱۱.۱۔ غار حرا میں عبادت

نبوت ملنے سے کچھ عرصہ پہلے آپ اکثر کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر ایک غار میں چلے جاتے اور وہاں غور و فکر اور عبادت کرتے تھے۔ اس غار کا نام غار حرا ہے۔

۱۲.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱

(الف) ۱۔ بیت اللہ کی بنیاد سب سے پہلے کس نے رکھی؟

۲۔ حضور اکرم ﷺ قریش کے کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟

۳۔ حضور اکرم ﷺ کی تاریخ پیدائش بتایئے؟

۴۔ قبیلہ بنو سعد کی کس خاتون نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا؟

۵۔ دادا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش کس نے کی؟

۶۔ جب آپ ﷺ کی عمر ۱۵ سال تھی تو آپ نے کس جنگ میں شرکت فرمائی؟

۷۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ہی کی کتنی اولاد ہوئی؟

(ب) ا۔ حضور اکرم ﷺ کے دادا کا نام.................. تھا۔

۲۔ آپ کی والدہ ماجدہ.................. کے مقام پر دفن ہیں۔

۳۔ آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لیے جب شام گئے تو آپ ﷺ کی عمر.................. سال تھی۔

۴۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت آپ ﷺ کی عمر.................. تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر..................سال تھی۔

۵۔ حجر اسود نصب کرنے کے واقعہ کے وقت آپ ﷺ کی عمر..................سال تھی۔

۶۔ نبوت ملنے سے قبل آپ ﷺ جس غار میں عبادت کرتے تھے اس کا نام.................. تھا۔

۲۔ بعثت اور مکہ معظمہ میں تبلیغ

۲.۱۔ وحی کی ابتداء

ایک دن آپ ﷺ اپنے معمول کے مطابق غارِ حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو نظر آیا اور آپ سے کہا ''پڑھیے'' آپ ﷺ نے جواب دیا ''میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے یہ سن کر آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ زور سے بھینچا اور کہا :

ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلَّذِى خَلَقَ ۝١ خَلَقَ ٱلْإِنسَٰنَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ ٱقْرَأْ وَرَبُّكَ ٱلْأَكْرَمُ ۝٣ ٱلَّذِى عَلَّمَ بِٱلْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ ٱلْإِنسَٰنَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥

''اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب بہت کرم کرنے والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہ جانتا تھا''۔ (العلق : ۱۔۵)

اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد آپ ﷺ بہت پریشان ہوئے اور گھر آکر اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا ''مجھے کپڑا اوڑھا دو''۔ آپ ﷺ نے غار حرا میں ہونے والا واقعہ سنایا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا :

''اللہ آپ کو نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ دوسرے کے کام آتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر مدارت کرتے ہیں اور مصیبت اٹھانے والوں کا سہارا بنتے ہیں''۔

۲.۲۔ تبلیغ کا آغاز

حضور اکرم ﷺ نے ابتداء میں اپنے گھر والوں اور قریبی دوستوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ پہلے آپ ﷺ نے اپنے خاندان عبد المطلب کی دعوت کی اور لوگوں کو دین اسلام کی بنیادی باتیں بتائیں۔ حضرت علیؓ کے علاوہ لوگ خاموش رہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا :

''گو میری آنکھیں بہت دکھتی ہیں میری ٹانگیں کمزور ہیں، میں نو عمر ہوں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا''۔

○ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

○ مردوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تھا۔
○ بچوں میں حضرت علی مرتضیٰؓ ہے۔
○ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ آپ پر ایمان لائے۔

تین سال تک چپکے چپکے ہی سلام کی دعوت جاری رہی۔

۲.۳۔ اعلانیہ اسلام کی دعوت

تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ملا۔ یہ حکم ملتے ہی آپ ﷺ ایک دن کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام ان کو پہنچایا۔ اس پر آپ ﷺ کے چچا ابو لہب نے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا اور لوگ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔

۲.۴۔ کفار کی ایذائیں

اس کے بعد کفار نے آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی۔ اسلام کی تعلیم میں جتنی باتیں تھی ان سے کفار کو دولت و منصب گھٹنے کا ڈر تھا۔ کفار آپ کو ہر طرح کی تکلیفیں دیتے، آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتے، نماز کی حالت میں پشت پر نجاست ڈال دیتے۔ ابو لہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا وہ آوراہ لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیتا جو آپ کو پھر مار کر لہولہان کر دیتے۔ آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر کھینچتے جس سے آپ ﷺ کا دم گھٹنے لگتا۔ آپ ﷺ نے تمام تکالیف برداشت کیں لیکن اللہ تعالیٰ کا پیغام برابر لوگوں تک پہنچاتے رہے اور ثابت قدم رہے۔

۲.۵۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام

حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچایا کہ :

''تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کسی اور کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ بتوں کی پوجا نہ کرو۔ برائیوں سے بچو۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ غریبوں اور کمزوروں پر رحم کرو۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرو۔ سب کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔ رشتہ داروں عزیزوں، ضعیفوں اور یتیموں سے اچھا سلوک کرو۔ اسلام میں سب لوگ برابر ہیں، اچھے کام کا بدلہ اچھا اور برے کام کا بدلہ برا ہوگا''۔

۲.۶۔ حضرت ابو طالب کے ذریعے حضور اکرم ﷺ پر دباؤ

کفار نے جب یہ دیکھا کہ لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا ہے تو انھوں نے سختی سے آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی۔

کفار پہلے آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور انھیں کہنے لگے کہ :

"آپ اپنے بھتیجے کو منع کریں کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور باپ دادا کے مذہب کو غلط نہ کہے ورنہ ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائے"۔

ابو طالب نے حضور اکرم ﷺ سے کہا :

"بھتیجے مجھے پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اُٹھا نہ سکوں"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

"چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین پھیل جائے یا اس کوشش میں میری جان چلی جائے"۔

یہ سن کر ابو طالب نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

۲.۷۔ غریب مسلمانوں پر کفار کا ظلم و ستم

قریشی سردار جب آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا سکے تو انھوں نے غریب مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ وہ انھیں مارتے پیٹتے، دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑا کر دیتے اور ہاتھ پاؤں، باندھ دیتے۔

حضرت بلال ؓ، امیہ بن خلف کے غلام تھے جو انھیں دوپہر کے وقت گرم ریت پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ کبھی گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کرتا جو انھیں گھسیٹتے رہتے تھے۔ آخر کار نبی اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

۲.۸۔ ہجرت حبشہ

نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں تو انھوں نے کچھ مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں سال گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کفار مکہ اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور انھوں نے اپنے دو آدمیوں کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو واپس کر دے۔ نجاشی کو دین اسلام کی باتیں اچھی لگیں اس لیے اس نے مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

کچھ دن بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے یہ سن کر کچھ مسلمان مکہ معظمہ واپس لوٹ آئے۔ مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر یہ پتہ چلا کہ یہ خبر غلط ہے۔ کچھ مسلمان وہیں سے واپس چلے گئے۔ لیکن کچھ مکہ معظمہ

آ گئے۔ کفار نے ظلم و ستم میں اضافہ کر دیا۔ دوسری بار ۱۰۱ لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جن میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں شامل تھیں۔

۲.۹۔ شعب ابی طالب

قریش نے اپنا غصہ دکھانے کے لیے ایک معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار پر ٹکا دیا۔ اس معاہدہ میں لکھا تھا کہ بنو ہاشم سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کی جائے گی۔ ابو طالب یہ دیکھ کر اپنے خاندان کو لے کر ایک گھاٹی میں چلے گئے۔ اس گھاٹی کو شعبِ ابی طالب کہا جاتا ہے۔ یہاں آپ ﷺ کے خاندان نے بہت دکھ اٹھائے۔ درختوں کے پتے اور سوکھا چھڑا اُبال کر کھاتے۔ تین سال تک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا خاندان اس گھاٹی میں رہے۔

۲.۱۰۔ غم کا سال

۱۰ نبوی کو آپ ﷺ کو ۲ بڑے صدموں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اور آپ کی رفیقہ حیات حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ اس سال کو ''عام الحزن''، یعنی غم کا سال کہتے ہیں۔

۲.۱۱۔ طائف کا سفر

جب مکہ معظمہ والوں نے اسلام قبول نہ کیا تو آپ ﷺ مکہ کی ایک قریبی بستی طائف میں دعوت اسلام کے لیے گئے۔ طائف والوں نے بھی اسلام قبول نہ کیا بلکہ آپ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی اور اس کے بعد آپ واپس مکہ معظمہ لوٹ آئے۔

۲.۱۲۔ مدینہ منورہ میں اسلام

مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ اس وقت اس میں دو قبائل ''اوس'' اور ''خزرج'' آباد تھے۔ ان کے علاوہ یہودیوں کے بھی تین قبائل آباد تھے۔

اہل کتاب ہونے کی وجہ سے یہودی آخری نبی کے آنے کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ دوسروں کو بھی بتاتے رہتے تھے کہ جو شخص بھی اس آخری نبی کا ساتھ دے گا وہی کامیاب ہو گا۔

/۱۰ نبوی کو اوس اور خزرج قبیلے کے کچھ لوگ مکہ معظمہ آئے۔ مکہ معظمہ کے باہر عقبہ (پہاڑ کی کھائی) میں حضور اکرم ﷺ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور یہ وعدہ بھی کیا کہ واپس جا کر دوسرے لوگوں کو بھی اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

دوسرے سال ۱۲ آدمی مکہ معظمہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اسے بیعت عقبہ اولی کہتے ہیں۔ اولی کا مطلب ہے پہلی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم و تبلیغ کے لیے ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔

تیسرے سال حج کے موقع پر بہتر (۷۲) آدمی حضور اکرم ﷺ سے ملنے آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے بیعت عقبہ ثانیہ یعنی دوسری بیعت کہا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ مدینہ میں اچھا خاصا اسلام پھیل گیا۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے آپ کو مدینہ منورہ لے جانا چاہا۔ اس موقع پر حضرت عباس، جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے انھوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا :

''اے گروہ انصار! آپ ﷺ کو مدینہ لے جانا آسان نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دشمن بہت ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل وقت آئے تو تم لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دو''۔

مدینہ منورہ کے لوگوں نے کہا :

''ایسا کبھی نہ ہو گا ہم ہر حالت میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ دیں گے''۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا :

''میرا مرنا اور جینا اب تمھارے ساتھ ہو گا''۔

۲.۱۳۔ خود آزمائی نمبر ۲

(الف) مختصر جواب دیجئے۔

۱۔ آپ ﷺ کو جب نبوت عطا ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر کیا تھی؟

۲۔ آپ ﷺ نے جب اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علیؓ نے کیا فرمایا؟

۳۔ کفار نے ابو طالب کے ذریعے جب آپ ﷺ کو اسلام کی دعوت روکنے کی کوشش کی تو آپ نے کیا جواب دیا؟

۴۔ حضرت بلال کو کس طریقے سے تکلیف دی جاتی تھی؟

۵۔ پہلی دفعہ حبشہ کی طرف کتنے مردوں اور عورتوں نے ہجرت کی؟

۶۔ شعب ابی طالب سے کیا مراد ہے؟

۷۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں کتنے افراد نے اسلام قبول کیا۔

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ کے ساتھ پر کریں

۱۔ آپ ﷺ پر پہلی وحی میں سورت .... کی آیتیں نازل ہوئیں۔

۲۔ دعوت اسلام .... سال تک چپکے چپکے جاری رہی۔

۳۔ اعلانیہ تبلیغ کا حکم ملتے ہیں آپ ﷺ .... پر تشریف لے گئے۔

۴۔ حضرت بلالؓ.............................. کے غلام تھے۔
۵۔ دس نبوی کو.............................. کا سال کہا جاتا ہے۔
۶۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام.............................. تھا۔

۳۔ جوابات

خود آزمائی نمبر ۱

(الف) ۱۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام ۲۔ بنو ہاشم
۳۔ ۹ یا ۱۲/ ربیع الاول (۲۲/اپریل ۵۷۱ء) ۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۵۔ حضرت ابو طالب ۶۔ حرب فجار ۷۔ دو بیٹے اور چار بیٹیاں
(ب) ۱۔ حضرت عبدالمطلب ۲۔ ابواء
۳۔ بارہ سال ۴۔ پچیس (۲۵) سال
۵۔ پینتیس سال ۶۔ غار حرا

خود آزمائی نمبر ۲

(الف) ۱۔ چالیس ۲۔ دیکھئے ۲.۱
۳۔ گیارہ مرد اور چار عورتیں ۴۔ دیکھئے ۲.۶
۵۔ حضرت ابو طالب ۶۔ دیکھئے ۲.۸
۷۔ ۱۲ آدمیوں نے
(ب) ۱۔ سورہ علق ۲۔ تین سال
۳۔ کوہ صفا ۴۔ امیہ بن خلف
۵۔ غم کا سال ۶۔ یثرب

یونٹ نمبر۹

سیرت طیبہ۔II

تحریر: مس راشدہ ہاشمی
نظر ثانی: منزہ خانم

فہرست

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
یونٹ کا تعارف	۱۶۶
یونٹ کے مقاصد	۱۶۶
ا۔ ہجرت مدینہ (۱۳/نبوی)	۱۶۷
۱.ا۔ قبا میں قیام	۱۶۷
۲.ا۔ مدینہ روانگی اور ابوایوب انصاری کے گھر قیام	۱۶۷
۳.ا۔ مسجد نبوی کی بنیاد	۱۶۸
۴.ا۔ مواخات مدینہ	۱۶۸
۵.ا۔ میثاق مدینہ	۱۶۸
خود آزمائی نمبر ا	۱۶۹
۲۔ غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک (۲ ہجری سے ۹ ہجری)	۱۷۱
۱.۲۔ غزوہ بدر	۱۷۱
۲.۲۔ غزوہ احد	۱۷۱
۳.۲۔ غزوہ خندق	۱۷۲
۴.۲۔ صلح حدیبیہ	۱۷۳
۵.۲۔ بادشاہوں کے نام خطوط	۱۷۴
۶.۲۔ فتح خیبر	۱۷۴
۷.۲۔ جنگ موتہ	۱۷۵
۸.۲۔ فتح مکہ	۱۷۵
۹.۲۔ غزوہ حنین	۱۷۷

۱۰.۲۔غزوہ تبوک	۱۷۷
۳۔ حجۃالوداع	۱۷۷
۱.۳۔خطبہ حجۃالوداع	۱۷۸
۴۔وصال	۱۷۸
خودآزمائی نمبر ۲	۱۷۹
جوابات	۱۸۰

یونٹ کا تعارف

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام گزرے۔ یہ تمام انبیاء علیہم السلام صرف اپنے علاقوں اور اپنی اپنی قوموں کے لئے ہدایت کا پیغام لے کر آتے تھے۔ مگر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف کسی ایک قوم یا ایک علاقے کے لئے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ قرآن و سنت کی شکل میں جس ہدایت کے ساتھ آپ ﷺ کو بھیجا گیا اس میں پوری دنیا کے لئے اور قیامت تک آنے والی نسل انسانیت کے لئے ہدایت موجود ہے۔

اس یونٹ میں حضور اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے دین اسلام پھیلانے کے لئے مدینہ منورہ میں اندرونی طور پر قریش اور دیگر کفار کا کس طرح مقابلہ کیا اور شکست سے دوچار کر کے دین اسلام کو غالب کیا۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے بغور مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ:

۱۔ یہ بتا سکیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد کون سے سال میں ہجرت کی۔

۲۔ ہجرت مدینہ کا واقعہ بیان کر سکیں۔

۳۔ مختلف غزوات اور ان کے نتائج پر گفتگو کر سکیں۔

۴۔ صلح حدیبیہ اور اس کے اثرات بیان کر سکیں۔

۵۔ حجۃ الوداع اور اس کے مشہور خطبے کے اہم نکات پر گفتگو کر سکیں۔

۱۔ ہجرتِ مدینہ (۱۳ نبوی)

مدینہ کے مسلمانوں کی دعوت پر حضور اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ منورہ جانے لگے۔ کافران پر ظلم و ستم کرتے رہے۔ لیکن ایک ایک دو دو کر کے مدینہ منورہ میں ان کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہو گئی۔

جب کافروں نے دیکھا کہ ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک شخص مل کر حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیں۔ یہ تجویز ابو جہل نے پیش کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں حضرت علی مرتضیٰؓ کے سپرد کر کے انھیں بستر پر لٹا دیا۔ اگرچہ اس وقت آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے کافر آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیسے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور حضور اکرم ﷺ محاصرہ کرنے والوں کے بیچ سے نکل کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاں پہنچ گئے۔ اور وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

راستے میں تین دن غار ثور میں قیام کیا۔ کافروں نے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کی بہت کوششیں کیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

۱.۱۔ قبا میں قیام

تقریباً آٹھ دن کے سفر کے بعد آپ مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی قبا میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کروائی جسے مسجد قبا کہا جاتا ہے یہاں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام کیا۔

۱.۲۔ مدینہ منورہ روانگی اور ابو ایوب انصاری کے گھر قیام

مدینہ منورہ میں مسلمان آپ ﷺ کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ اس کے گھر قیام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے جہاں بھی ٹھہری میں وہاں قیام کروں گا۔ آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے رک گئی اور آپ ﷺ ان کے مہمان ہوئے۔

۱.۳۔ مسجد نبوی کی بنیاد

آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ کی قیام گاہ کے سامنے کچھ خالی زمین پڑی تھی۔ جو اس مقصد کے لیے منتخب کی گئی۔ یہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ انھوں نے آپ کو وہ زمین مفت دینی چاہی۔ لیکن آپ ﷺ نے بچوں کو پیار سے سمجھایا اور اس کی قیمت ادا کر دی۔ اس جگہ بہت سادگی سے مسجد نبوی تعمیر کی گئی۔ آپ ﷺ نے بھی سب لوگوں کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک چبوترا بنوایا گیا جو ''صفہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ ان لوگوں کے لیے تھا جو اسلام لائے تھے اور ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد اذان کا طریقہ رائج ہوا اور نماز باجماعت ادا ہونے لگی۔ مسجد کے ایک طرف ازواج مطہرات کے لیے حجرے بھی تعمیر کیے گئے جو کچی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔

۱.۴۔ مواخات مدینہ

مکہ معظمہ سے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں وہ اپنا گھر، رشتہ دار، مال و دولت، سب کچھ چھوڑ کر یہاں پہنچے تھے۔ ان میں سے کچھ بہت دولت مند بھی تھے۔ جو اپنی ساری دولت مکہ معظمہ میں چھوڑ آئے تھے۔

آپ ﷺ نے مہاجرین کی بے سر و سامانی کو ختم کرنے کے لیے مدینہ منورہ کے ایک ایک انصار اور ایک ایک مہاجر کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ یہ بھائی چارے کا رشتہ اس قدر مضبوط ہوا کہ مدینہ منورہ کے انصار نے اپنی دولت، کاروبار، کھیتی باڑی سب میں سے آدھا آدھا مہاجرین کو دے دیا۔ مہاجرین نے ساتھ ساتھ اپنا کام آہستہ آہستہ شروع کر دیا جب ان کے حالات سنبھل گئے تو انھوں نے انصار کی زمینیں واپس کر دیں۔

۱.۵۔ میثاقِ مدینہ

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ آپ نے یہ کوشش کی کہ یہودیوں کے یہ قبیلے مسلمانوں کے ساتھ امن و چین سے رہیں۔ اس لیے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کی اہم شرائط یہ ہیں:

ا۔ یہودی اور مسلمان ان قوموں کے مقابلے میں جن سے کوئی معاہدہ نہیں ایک قوم مانے جائیں گے۔

۲۔ یہودیوں اور مسلمانوں کو مذہبی آزادی ہوگی۔

۳۔ خون بہا اور فدیہ کا پرانا طریقہ رائج رہے گا۔

۴۔ ظلم کرنے والوں کا مقابلہ یہودی اور مسلمان مل کر کریں گے۔

۵۔ باہر کے کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

۶۔ مکہ معظمہ کے قریش کو یہودی پناہ نہیں دیں گے۔

۷۔ کسی بات پر آپس میں اختلاف پیدا ہوا تو آخری فیصلہ آپ ﷺ کریں گے۔

اس معاہدے سے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہو گئی جس کے سربراہ آپ ﷺ ہوئے۔

مشغلہ

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے بہت سے ملک ہیں جہاں مسلمان حکمران ہیں۔ کوئی سے دس مسلم ممالک کے نام لکھیے۔

۱۔	۲۔
۳۔	۴۔
۵۔	۶۔
۷۔	۸۔
۹۔	۱۰۔

۶.۱۔ خود آزمائی نمبر ۱

(الف) مختصر جواب دیجیے۔

۱۔ ہجرت کون سے سن نبوی میں ہوئی؟

۲۔ مدینہ منورہ میں کون سے دو غیر یہودی عرب قبیلے آباد تھے؟

۳۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے کس مسجد کی بنیاد رکھی؟

۴۔ آپ ﷺ کی اونٹنی کس کے گھر کے سامنے رکی؟

۵۔ صفہ کن لوگوں کے لیے بنایا گیا؟

۶۔ میثاق مدینہ کی اہم دفعات کون سی ہیں؟

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کریں۔

۱۔ آپ ﷺ نے غار ثور میں.....................دن قیام کیا۔

۲۔ ہجرت کی رات آپ ﷺ کے بستر پر .... سوئے۔

۳۔ آپ ﷺ نے قبا میں....................دن قیام کیا۔

۴۔ مسجد نبوی کی زمین...............کی تھی۔

۵۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے ۱۔ ....۲۔..........۳۔ .... آباد تھے۔

۲۔ غزوۂ بدر سے غزوہ تبوک تک

۲.۱۔ غزوۂ بدر

کفارِ مکہ کے لیے اسلام کو مدینہ منورہ میں پھلتا پھولتا دیکھنا نا قابل برداشت تھا۔ پھر انھیں اپنے تجارتی قافلوں کی بھی فکر رہنے لگی۔ جس کا راستہ مدینہ کے قریب سے جاتا تھا۔ وہ دن رات منصوبے بناتے کہ مسلمانوں کو کس طرح ختم کیا جائے۔ کفار اپنا تجارتی راستہ محفوظ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ایک ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ ۲ ہجری کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کو جب کافروں کے مدینہ پر حملہ کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ رمضان کی ۱۲ تاریخ کو ۳۱۳ ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے نکلے۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیاروں کی بہت کمی تھی۔ تین سو تیرہ افراد کی سواری کے لیے ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے جب کہ کفار کے پاس بہت اعلیٰ قسم کے ہتھیار اور سواری کے لیے جانور تھے۔

آخر کار بدر کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ رمضان کی سترہ تاریخ کو پوری رات آپ ﷺ نے عبادت میں گزاری اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہے۔ فرمایا :

> ''اے اللہ ! یہ قریش غرور سے بھرے ہوئے آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول کو جھٹلائیں۔ اے اللہ ! اپنا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ ! اگر تیرے ماننے والوں کی یہ چھوٹی سی جماعت آج مٹ گئی تو پھر آسمان کے نیچے عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا''۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان بہت بہادری اور ایمان کی قوت سے لڑے اور کفار پر فتح حاصل کی۔ ابو جہل اور قریش کے دوسرے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور باقی میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ ۱۴ مسلمان شہید ہوئے جب کہ ۷۰ کافر مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے۔ اس فتح سے کفار پر مسلمانوں کا رعب پڑ گیا اور مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔

۲.۲۔ غزوۂ احد

غزوۂ بدر میں کافروں کو ذلت اٹھانی پڑی جس کا انھیں بہت دکھ تھا۔ انھوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی ٹھانی اور ایک بار پھر مسلمانوں سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مکہ معظمہ کے آس پاس کے قبیلوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ تین

ہزار کی فوج لے کر ۳ شوال ۳ ہجری کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے ان کے پاس ہزاروں اونٹ، دو سو گھوڑے اور کئی زرہ پہنے ہوئے لڑاکا جوان تھے۔

آپ ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بھی لڑائی کی تیاری کی۔ اس دفعہ مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی لیکن اس بار منافق لوگ بھی مسلمانوں میں شامل ہو گئے تاکہ وہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں۔

راستے میں عبد اللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ اس طرح آپ ﷺ اپنے سات سو ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے اور اُحد کے پہاڑ کے قریب رکے۔ اس پہاڑ پر ایک درہ تھا اس درے کی وجہ سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں کافر اس راستے سے آ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے ۵۰ مجاہدین کو درے پر پہرہ دینے کے لیے کھڑا کیا اور فرمایا کہ لڑائی کوئی بھی صورت اختیار کرے آپ لوگوں نے اپنی جگہ کو نہیں چھوڑنا۔

لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان کافروں پر غالب آ گئے اور کافر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ درے پر موجود مسلمانوں نے یہ سوچا کہ کافروں کو شکست ہو گئی ہے تو اپنی جگہ چھوڑ دی۔ کافروں کے لشکر میں خالد بن ولید نے جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے دیکھا کہ مسلمان اپنی جگہ چھوڑ چکے ہیں تو درے کے راستے واپس آئے اور حملہ کر دیا۔ اس حملے سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا اور حضور اکرم ﷺ بھی زخمی ہو گئے۔ لیکن جلد ہی مسلمانوں نے اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور کافروں کو میدان سے بھاگنا پڑا۔ اس جنگ میں ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور ۲۲ کافر مارے گئے۔ احد کی لڑائی فیصلہ کن نہیں تھی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور نہ ہی کفار کو۔ جنگ احد میں مسلمان خواتین زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے زخموں کو دھو کر پٹی باندھی۔

۳.۲۔ غزوۂ خندق

مدینہ منورہ کے کچھ یہودی قبیلے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب غزوۂ احد سے واپس آئے تو انھیں مدینہ منورہ سے باہر نکال دیا اور وہ خیبر میں جا کر آباد ہوئے۔

یہودیوں کے جو قبائل خیبر میں آباد ہوئے تھے وہ مشرکین مکہ کے ساتھ مل گئے اور جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ اس دفعہ مسلمانوں کے خلاف بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب ان کی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ کفار کی اتنی بڑی تعداد ہے کھلے میدان

میں لڑنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے شہر کے اندر خندق کھود دی جائے۔ اس تجویز کو آپ ﷺ نے پسند کیا اور تین ہزار صحابہ کرامؓ نے بیس دن میں یہ خندق کھود دی۔ خندق کھودنے میں نبی اکرم ﷺ نے بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر کام کیا اور کئی دن فاقے کرنے پڑے۔

عرب کے مختلف گروہوں نے ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ ایک جگہ جہاں خندق کم چوڑی تھی وہاں سے کچھ کافروں نے خندق پار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مارے گئے۔ مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کی بہت کمی ہو گئی مگر انھوں نے بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ محاصرہ کے دوران کافروں کی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی۔ جس سے وہ کمزور ہو گئے۔ ایک دن اتنے زور کی آندھی چلی کہ ان کے خیمے الٹ گئے تو ان کے سردار ابو سفیان نے واپسی کا حکم دیا۔ اس طرح قریش ناکام واپس چلے گئے۔

۲.۴۔ صلح حدیبیہ

ہجرت کے بعد چھ برس گزرنے کو تھے کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اور چودہ سو صحابہ کرام ﷺ کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے۔ مکہ معظمہ کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ آپ ﷺ جنگ کے ارادے سے آئے ہیں لیکن آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ مکہ معظمہ والوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا :

"میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ لو گے یا اس کوشش میں اپنی جانیں دو گے"۔

تمام صحابہ کرامؓ نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہتے ہیں۔ دراصل حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی خبر غلط تھی۔ کافروں نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں۔

۱۔ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے اور صرف تین دن مکہ میں رہیں گے۔

۲۔ مسلمان اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہ لائیں صرف تلوار ہو گی اور وہ بھی نیام میں۔

۳۔ جو مسلمان مکہ میں ہیں انھیں مدینہ جانے کی اجازت نہیں ہو گی اور اگر مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع

نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ اگر قریش کا کوئی آدمی مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ عرب کے سب قبیلوں کے ساتھ مسلمان یا کافر دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

۶۔ دس برس جنگ نہیں ہو گی جو فریق معاہدہ توڑے گا وہی ذمہ دار ٹھہرے گا۔

بعض صحابہ کرامؓ نے اس معاہدے پر اعتراض کیا کہ یہ کافروں کے حق میں ہے، لیکن نبی اکرم ﷺ نے اسے مان لیا۔

بعد میں یہ ثابت ہوا کہ اس معاہدے سے مسلمانوں کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔ معاہدے کی وجہ سے باہمی آنا جانا اور میل ملاقات شروع ہو گئے اور بے شمار لوگ مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھ کر اور اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

۲.۵۔ بادشاہوں کے نام خطوط

آپ ﷺ نے دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو خطوط بھیجے اور انھیں اسلام کی دعوت دی۔ ان ممالک کے بادشاہوں میں سے حبشہ روم اور مصر کے حاکموں نے ان صحابہ کرامؓ کو بہت عزت دی جو آپ ﷺ کی طرف سے خط لے کر گئے تھے لیکن ایران کے بادشاہ نے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح اس نے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اسی طرح اس کی سلطنت ٹکرے ٹکڑے ہو گی۔ بعد میں مسلمانوں نے ایران کو فتح کیا اور ایران کے بادشاہ کی حکومت ختم ہو گئی۔

۲.۶۔ فتح خیبر

مدینہ سے یہود کے جن قبائل کو ملک بدر کیا گیا تھا وہ قریش کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے خیبر کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے خیبر تک کا فاصلہ اس طرح طے کیا کہ یہودیوں کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع اس وقت ملی جب آپ ﷺ ان کے قلعوں کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔

رات کا وقت تھا اس لیے آپ ﷺ نے دوسرے دن حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ دوسرے دن اس وقت حملہ کیا جب یہودی بھی لڑائی کے لیے تیار تھے۔ یہودیوں نے بڑی ہمت اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے ایک ایک کرکے سب قلعے فتح کر لیے۔

صرف ایک قلعہ، قلعہ خیبر جس کے سردار کا نام مرحب تھا وہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو جھنڈا دیا اور دُعا فرمائی۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے مرحب کا مقابلہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ ایک اور یہودی سردار حارث بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اپنے سرداروں کا یہ حال دیکھ کر یہودی بھاگ گئے اور خیبر فتح ہو گیا۔

یہودیوں نے ہارنے کے بعد مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ ان کی زمینیں اور باغات ان ہی کے پاس رہنے دیں وہ اپنی پیداوار کا نصف حصہ مدینہ بھیج دیا کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات منظور فرمائی۔

۲.۷۔ جنگ موتہ

آپ ﷺ نے جن بادشاہوں کو خط لکھے ان میں بصریٰ کا حاکم شرجیل بن عمرو الغسانی بھی تھا۔ یہ خط آپ ﷺ نے حضرت حارثؓ کے ہاتھ بھیجا۔ اس نے حضرت حارثؓ کو شہید کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ۸ ہجری کو حضرت زید بن حارثؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو ۳ ہزار صحابہ کرامؓ کے لشکر کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ شرجیل کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے روم کے بادشاہ سے مدد مانگ کر ایک لاکھ فوج اکٹھی کر لی۔

یہ جنگ موتہ کے مقام پر ہوئی۔ مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تینوں سردار شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا سنبھال لیا۔ مسلمانوں نے کافروں کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن لڑائی کا کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک تدبیر کی کہ انھوں نے رات کے وقت اپنے لشکر کے کچھ مجاہدین کو دور بھیج دیا۔ صبح کے وقت وہ مجاہدین واپس لشکر میں شامل ہو گئے۔ جس سے کافروں نے سمجھا کہ ان کی مدینہ سے مزید مدد آ پہنچی ہے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے اور مسلمانوں کو کسی بڑے نقصان کے بغیر فتح حاصل ہو گئی۔ اس کارنامے پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ''سیف اللہ'' کا لقب عطا کیا۔

۲.۸۔ فتح مکہ

عرب کے دو قبائل بنو بکر اور بنو خزاعہ تھے جن کی آپس میں دشمنی تھی۔ صلح حدیبیہ کے بعد بنو خزاعہ نے

مسلمانوں سے دوستی کا معاہدہ کیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ۔

ایک دن بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ ان کے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا قریش نے بھی بنو بکر کا ساتھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا اور ان سے کہا کہ ان تین باتوں میں سے ایک مان لو۔

۱۔ بنو خزاعہ کے آدمیوں کا خون بہا ادا کرو۔

۲۔ بنو بکر سے دوستی ختم کر دو۔

۳۔ معاہدہ حدیبیہ کو ختم کر دو۔

قریش نے کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔

قریش نے جب خود ہی معاہدہ توڑ دیا تو نبی اکرم ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس بات کا کفار کو اس وقت پتہ چلا جب مسلمانوں نے مکہ کے قریب پہنچ کر اپنے اپنے خیموں کے سامنے آگ جلائی۔

ابو سفیان مسلمانوں کی ٹوہ لینے کے لیے ادھر آیا تو کچھ صحابہ کرامؓ نے اسے پکڑ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

۱۰ رمضان ۸ ہجری کو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ :

۱۔ جو خانہ کعبہ میں داخل ہو اسے امان ہے۔

۲۔ جو اپنا گھر بند کرے اسے امان ہے۔

۳۔ جو ہتھیار نہ اٹھائے اسے امان ہے۔

۴۔ جو ابو سفیان کے گھر پناہ لے اسے امان ہے۔

آپ ﷺ کو کسی خاص مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو اور تصاویر کو اتارا۔ آپ ﷺ اس وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

''بیشک حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے والا ہے''۔

اس کے بعد آپ ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے، خطبہ دیا اور عام معافی کا اعلان کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا :

"آج تم سب آزاد ہو اور آج میں تم سے وہی سلوک کروں گا جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا"۔

قریش بھی جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

۲.۹۔ غزوۂ حنین

حضور اکرم ﷺ مکہ ہی میں تھے کہ خبر ملی کہ مکہ اور طائف کے درمیان جو دو قبیلے ہوازن اور ثقیف آباد ہیں حملہ کرنے آرہے تھے۔

آپ ﷺ اپنے ساتھ بارہ ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔اس دفعہ مسلمانوں کے دل میں احساس برتری تھا کہ ہم جیت جائیں گے۔ ہوازن کے تیر اندازوں نے ایک تنگ گھاٹی میں مسلمانوں پر حملہ کیا جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا لیکن نبی اکرم ﷺ کی حکمت عملی سے جلد ہی دشمن پر قابو پالیا گیا اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ثقیف کا قبیلہ طائف کے قلعے میں چلا گیا مسلمانوں نے وہاں ایک ماہ تک محاصرہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی آپ ﷺ نے محاصرہ ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ دو سال بعد ثقیف کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

۲.۱۰۔ غزوۂ تبوک

۹ ہجری میں آپ کو یہ اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ ہرقل مسلمانوں پر حملہ کر کے انھیں ختم کرنا چاہتا ہے۔آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔آپ ﷺ تیس ہزار صحابہ کرام اللہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تبوک کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ قیصر نے اپنی فوجیں واپس بلالی ہیں۔ مسلمان بیس دن تک تبوک میں رہے اور پھر واپس آگئے۔

۳۔ حجۃ الوداع

۲۵ ذیقعد ۱۰ ہجری کو حضور اکرم ﷺ حج کے لیے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔اس موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرامؓ تھے۔ ۹ ذی الحج کو عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

۱.۳۔ خطبہ حجۃ الوادع

''اے لوگ میری بات غور سے سنو۔ مجھے امید نہیں کہ میں تم سے پھر یہاں مل سکوں۔اے لوگو! تمھارا رب ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو۔آدم مٹی سے بنے تھے تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ نیک ہے۔ جاہلیت کے تمام رسم و رواج ختم کر دیئے گئے ہیں۔ خون معاف کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے سود معاف کر دیئے گئے ہیں،سب سے پہلے میں اپنے چچا حضرت عباسؓ کا سود معاف کرتا ہوں۔ تمہاری جان مال اور عزت اسی طرح ایک دوسرے کے لیے محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تمھارا حق عورتوں پر اور تمہاری عورتوں کا حق تم پر ہے''۔

میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تو سیدھی راہ پر چلو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول کی سنت۔

پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ :

میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

سب نے جواب دیا: ''جی ہاں''

پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا ''اے اللہ گواہ رہنا''۔

آخر میں آپ ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ :

''جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں''۔

۴۔ وصال

حجۃ الوداع سے واپسی پر آپ ﷺ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتے۔ جنت البقیع، جو کہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے اس میں تشریف لے جاتے۔۱۸ یا ۱۹ صفر کو جنت البقیع میں گئے تو طبیعت خراب تھی اس بیماری سے ہی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو آپ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا۔

(اللھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد النبی الأمیّ وعلیٰ الہ وبارك وسلم)

۱.۴۔ خود آزمائی نمبر ۲

(الف) مختصر جوابات دیں۔

۱۔ غزوۂ بدر کس سن ہجری میں ہوئی؟

۲۔ غزوۂ بدر کے موقع پر کافروں اور مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟

۳۔ غزوۂ احد کے موقع پر کس منافق نے غداری کی؟

۴۔ غزوۂ احد میں کس کو فتح ہوئی؟ مسلمانوں کو یا کافروں کو؟

۵۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کون سی آیت تلاوت کی؟

۶۔ خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات درج کریں۔

ب۔ خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کریں۔

۱۔ غزوہ بدر کے موقع پر............... مسلمان شہید ہوئے۔

۲۔ غزوہ بدر کے موقع پر............... کافر مارے گئے۔

۳۔ غزوہ احد میں عبد اللہ بن ابی اپنے............... لوگوں کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔

۴۔ صلح حدیبیہ کے بعد...............کو بہت ترقی ہوئی۔

۵۔ فتح مکہ...............ہجری میں ہوئی۔

۶۔ آپ ﷺ کی وفات............... ہجری میں ہوئی۔

جوابات

خود آزمائی نمبر ۱

(الف) ۱۔ ۱۳ نبوی ۲۔ اوس و خزرج

۳۔ مسجد قباء ۴۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ

۵۔ ان لوگوں کے لیے جو اسلام لائے اور ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔

۶۔ دیکھیے ۳.۶

(ب) ۱۔ ۳ دن ۲۔ حضرت علیؓ

۳۔ ۱۴ دن ۴۔ دو یتیم بچوں کی

۵۔ بنو قینقاع، بنو قریظہ، بنو نضیر

خود آزمائی نمبر ۲

(الف) ۱۔ ۲ ہجری ۲۔ کفار ایک ہزار اور مسلمان ۳۱۳

۳۔ عبداللہ بن ابی ۴۔ کسی کو نہیں

۵۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

۶۔ دیکھیے ۴.۱۱

(ب) ۱۔ ۱۴ ۲۔ ۷۰

۳۔ ۳۰۰ ۴۔ اسلام

۵۔ ۸ ہجری ۶۔ ۱۱ ہجری